مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ
العطایا المصطفائیہ فی الفتاوی الضیائیہ
فتاویٰ قادریہ
مؤلف
حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء قادری پورنوی
خادم التدریس والافتاء دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخیز احمد آباد گجرات
ناشر
امام علم وفن اکیڈمی سنگھیا کنہریا ڈگروا پورنیہ بہار

نام کتاب: فتاویٰ قادریہ

مؤلف حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء قادری پورنوی

پروف ریڈنگ: :مولانا محمد ظریف احمد نعیمی مولانا محمد رضوان احمد شاد مصباحی دیناجپوری
مولانا محمد حسیب الرحمن نعیمی کشن گنجوی

کمپوزنگ، ڈیزائننگ: مولانا محمد عسجد رضا قادری مدرس شعبۂ کمپیوٹر دارالعلوم ہٰذا
(ساکن و پوسٹ ڈیہر، تھانہ گوالپوکھر، ضلع اتر دیناجپور، بنگال، موبائل نمبر7797820610)

صفحات.........................

سن اشاعت..............۱۴۳۷ھ/۲۰۱۶ء

ناشر: امام علم و فن اکیڈمی سنگھیا کنہریا ڈگروا پورنیہ بہار

ملنے کے پتے

(۱) دارالعلوم اہلسنت حمایت الاسلام سنگھیا بائسی پورنیہ بہار

(۲) دارالعلوم مفتیِ اعظم حرم پور چوک بائسی پورنیہ بہار

(۳) دارالعلوم تنظیم المسلمین بائسی پورنیہ بہار

(۴) تنظیم عاشقان مصطفےٰ شاہ پور بازار علاقہ گوالپوکھر ضلع اتر دیناجپور بنگال

شرف انتساب

محبوب سبحانی غوث صمدانی شہباز لامکانی حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عطائے رسول سلطان ہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا محقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محقق بہار ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضور تاج الشریعہ سیدی ومرشدی حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں ازہری میاں مدظلہ العالی والنورانی

آسمان کرم کے ان تابندہ نجوم وکواکب کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن کی ضیاؤں سے میرے دل کا جہاں روشن ہے۔

شاہا چہ عجب گر بنوازند گدارا

گر قبول افتد زہے عز وشرف

احقر محمد ضیاء قادری پورنوی

بند

ہدیۂ خلوص

امام علم وفن، نازش اہل سخن، استاذی الکریم حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی

عم مکرم، استاذ محترم حضرت علامہ عبدالشکور پورنوی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا محمد معین الدین رضوی، ومولانا محمد راحت انجم قادری، مولوی اکمل رضا پورنوی

والد بزرگوار: شیخ عبدالرحمٰن طوفانی ووالدہ محترمہ شاکرہ خاتون،

پیاری بہن راشدہ خاتون، وسروری بیگم

برادران گرامی جناب محمد شاکر عالم، محمد ذاکر عالم، محمد راشد رضا، محمد سرور رضا، محمد دلبر رضا

حضرت مولانا امام اختر صاحب، حضرت مولانا محمد زاہد حسین صاحب، حافظ محمد حسیب الرحمٰن ساحل، حافظ محمد دانش رضا

، مولانا محمد صادق رضا، حضرت مولانا ناصرو ناظر ومسعودونورقطب، حضرت قاری اصغر صاحب

ان تمام حضرات کی دعائے سحر گاہی وتربیت سے فقیر اس خدمت کے قابل ہوا

احقر محمد ضیاء قادری پورنوی

اجمالی فہرست

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

تدوین علم فقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم......امابعد

یہ کتاب فتاویٰ قادریہ چونکہ فقہ وفتاویٰ کے موضوع پر ہے اس لیے فقہ کی تعریف، فقہ کی غرض وغایت، فقہ کی تدوین وتاریخ، فقہ کے اصول وماٰخذ، نیز فقیہ۔ قاضی ومفتی کی ضرورت اور فتاویٰ کی اہمیت وافادیت کے متعلق

قارئین حضرات میرا مختصر مضمون ملاحظہ فرمائیں اور میرے لیے خیر وبرکت اور حسن خاتمہ کی دعا کریں۔

☆ **فقہ کی تعریف** لغت میں فقہ کے معنی ہیں الشق والفتح۔ یعنی شق کرنا اور کھولنا۔

اسی بنیاد پر علامہ جاراللہ زمخشری معتزلی صاحب تفسیر کشاف نے فقیہ کی تعریف یہ کی ہے۔

الفقیہ اَلْعَالِمُ اللّٰذِیْ یَشُقُّ الْاَحْکَامَ وَیَفْتِشُ عَنْ حَقَائِقِھَا

ترجمہ فقیہ وہ عالم دین ہے جو شریعت کے احکام کو کھولتا ہے اور ان کے حقائق کی تفتیش کرتا ہے۔

امام راغب اصفہانی نے فقہ کا معنی یہ بیان کیا ہے فقہ ای فھم۔ یعنی دینی فہم وفراست

الفقہ ھُوَالتَّوَصَّلُ اِلیٰ عِلْمٍ غَائِبٍ بِعِلْمٍ شَاھِدٍفَھُوَاَخَصُّ مِنَ الْعِلْمِ (مفردات راغب صفحہ نمبر ٦٤٢)

ترجمہ علم حاضر کے ذریعے علم غائب تک رسائی تو یہ خاص عام ہے علم سے۔

والفقہ اَلْعِلْمُ بِاَحْکَامِ الشَّرِیْعَۃِ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ٦٤٢)

ترجمہ احکام شرع کی معرفت کو فقہ کہتے ہیں۔

بحرالعلوم علامہ عبدالعلی لکھنوی نے فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں فقہ کی تعریف یہ کی ہے؛

اَلْفِقْہُ حِکْمَۃٌ شَرْعِیَۃٌ فَرْعِیَۃٌ (فواتح جلد ١۔ ص ٦) یعنی فقہ اس حکمت شرعیہ کا نام ہے جس کا تعلق عقائد سے نہیں بلکہ احکام سے ہے۔

علامہ سعدالدین تفتازانی نے توضیح میں عام فقہاء سے فقہ کی تعریف یہ نقل کی ہے

اَلْعِلْمُ بِالْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَۃِ عَنْ اَدِلَّتِھَاالتَّفْصِیْلِیَۃِ۔ (توضیح تلویح) احکام شرع کو ان کے تفصیلی دلائل کے ذریعے سے معلوم کرنا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ کی تعریف یوں منقول ہے؛

اَلْفِقْہُ مَعْرِفَۃُ النَّفْسِ مَالَھَاوَمَاعَلَیْھَا۔ (توضیح تلویح)۔ انسانی فرائض وحقوق اور نفع ونقصان کی معرفت علم فقہ کہلاتا ہے۔

كَآفَّةً فَلَوْلاَ نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي الدِّيْنِ ۔(سورہ توبہ آیت ۱۲۲)

تو کیوں نہ ہو کہ مومنین کے ہر طبقے سے ایک جماعت نکلے تاکہ دین میں تفقہ حاصل کرے۔

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْراً كَثِيراً (سورہ بقرہ، آیت ۲۶۸)

ترجمہ:۔ اور جسے حکمت دیا گیا وہ خیر کثیر سے مالا مال ہوا۔

مَنْ يُّرِدِاللّٰهُ بِهٖ خَيْرًايُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (بخاری شریف)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔

اِنَّ رِجَالًايَاتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ يُتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ فَاِذَااَتُوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْابِهِمْ خَيْرًا ۔(مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ زمین کے مختلف خطوں سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے تاکہ دین میں تفقہ حاصل کریں جب وہ تم سے ملیں تو تم انھیں خیر کی وصیت کرنا۔

لَوْكَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَالثُّرَيَّالفاله رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَآءِ ۔(بخاری شریف جلد۲،ص/۷۲۷)

ترجمہ:۔ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو اس کی قوم کے لوگ اس کو ضرور تلاش کرلیں گے۔

افتاء کی لغوی و اصطلاحی تحقیق

لفظ۔ افتاء کا لغوی معنی ہے جواب دینا، اسی معنی کے اعتبار سے قرآن مجید میں بادشاہ مصر کا یہ قول منقول ہے؛

يَا أَيُّهَا الْمَلأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ (سورہ یوسف، آیت ۴۳) ترجمہ:۔ یعنی اے درباریو میرے خواب کا جواب دو۔

الفتیا۔ والفتویٰ .اَلْجَوَابُ عَمَّايَشْكُلُ مِنَ الْاَحْكَامِ ۔ترجمہ:۔ مشکل مسائل کے احکام بتانا فتویٰ کہلاتا ہے۔

اور اصطلاح میں افتاء کا معنی ہے۔ مسئلہ کا شرعی حکم اور فیصلہ بتانا حضرت میر سید شریف جرجانی علیہ رحمۃ الربانی تحریر فرماتے ہیں؛

اَلْاِفْتَاءُ بَيَانُ حُكْمِ الْمَسْئَلَةِ (تعریفات ص/۲۶) ترجمہ:۔ مسئلہ کا حکم بیان کرنے کو افتاء کہتے ہیں۔

اور علامہ محمد امین ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی لکھتے ہیں؛

اَلْاِفْتَاءُ فَاِنَّهٗ اِفَادَةُ الْحُكْمِ الشَّرْعِيِّ ۔(ردالمحتار جلد۴ص/۳۳۶) ترجمہ:۔ شرعی حکم سے آگاہ کرنے کو افتاء کہا جاتا ہے۔

افتاء کی عظمت و اہمیت

افتاء کی عظمت و اہمیت ان آیتوں سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں افتا کی نسبت خود اپنی جانب فرمائی ہے؛

ارشاد ربانی ہے؛ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلاَلَةِ (سورہ نساء، آیت ۱۷۶)

اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاء قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ (سورہ نساء، آیت ۱۲۶)

ترجمہ؛۔ اور تم سے عورتوں کے متعلق فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے۔

فقہ وافتاء یعنی شریعت کے چار اصول ہیں ؛(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول ﷺ (۳) اجماع امت (۴) قیاس

فقہ کی غرض وغایت تقرب الٰہی دارین کی سعادت، صلاح وفلاح

فقہ کی تدوین وتاریخ۔ عام لوگوں کا یہ وہم ہے کہ فن فقہ ائمہ مجتہدین کے دور کی پیداوار ہے۔ یہ غلط ہے بلکہ احادیث وسیر اور اسلامی تاریخ کا باریکی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوجائے گی کہ فقہ کی بنیاد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاکیزہ عہد میں پڑ چکی تھی۔ تاریخ کی روشنی میں فقہ اسلامی کے چار سنہرے دور کا پتہ چلتا ہے۔

پہلا دور؛۔ فقہ کا پہلا دور ظہور نبوت سے لے کر ۱۱ھ تک ہے جسے ہم عہد رسالت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس عہد مسعود میں چونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی منبع احکام اور شارع اسلام ہونے کی حیثیت سے صحابہ کے درمیان موجود تھی اس لیے اپنی شخصی زندگی میں جب بھی انھیں کوئی نیا مسئلہ پیش آتا وہ فورًا حضور سے دریافت کر لیتے انھیں حکم معلوم کرنے کے لیے اجتہاد کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، البتہ جب حضور ﷺ کسی کو عامل بنا کر باہر بھیجتے تھے تو حضور کے ارشادات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی تھی کہ ارباب حل وعقد کو جب کوئی نیا مسئلہ درپیش ہو اور حکم دریافت کرنے کے لیے پیغمبر بھی سامنے موجود نہ ہوں اور قرآن وسنت سے بھی کوئی صریح ہدایت نہ ملتی ہو تو ایسی حالت میں شریعت کا حکم معلوم کرنے کے لیے انہیں اجتہاد کرنا پڑتا تھا مثلاً حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا قاضی مقرر فرمانا نیز عہد رسالت میں مندرجہ ذیل پندرہ صحابہ کرام افتا کے کام پر مامور تھے۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۹) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۰) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۱) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۳) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۴) حضرت ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۵) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسرا دور۔ خلفاء راشدین، کبار صحابہ مجتہدین کا ہے فقہ اسلامی کا یہ پاکیزہ دور ۱۱ھ سے ۴۱ھ تک ہے

تیسرا دور؛۔ صغار صحابہ کرام اور کبار تابعین عظام کا ہے یہ دور ۴۱ھ کے بعد سے دوسری صدی ھجری کی ابتدا تک محیط ہے

فقہائے مدینہ منورہ۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) ان حضرات کے مشہور تلامذہ فقہائے سبعہ۔

فقہائے مکہ مکرمہ؛۔ (۱) اعلم القرآن والناس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) ان کے مشہور تلامذہ عکرمہ امام مجاہد بن جبر سعید بن جبیر، عطا بن ابی رباح، طاؤس بن کیسان، کریب بن ابومسلم رضی اللہ عنھم اجمعین۔

فقہائے بصرۃ۔ (۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ابوالعالیہ۔۔حضرت ابوالشعشا۔حضرت جابر بن زید،قتادہ بن دعامہ رضی اللہ عنہم۔حسن بصری۔محمد بن سیرین،حسن بن یسار رضوان اللہ تعالیٰ عنہم۔

فقہائے شام۔ (۱) حضرت عبداللہ بن غنم اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت ابوادریس خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت قبیصہ ابن ذویب مکحول بن ابومسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت رجا بن حیات کندزی (۵) حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم۔

فقہائے مصر۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت ابوالخیر مرشد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت یزید بن حبیب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم۔

فقہائے یمن۔ حضرت طاؤس بن کیسان جندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت وہب بن منبہ یحیٰ بن کثیر۔

فقہائے کوفہ۔ (۱) حضرت علقمہ بن قیس نخعی۔(۲) حضرت مسروق بن اجدع۔(۳) حضرت عبیدۃ بن عمر سلیمانی (۴) حضرت اسود بن یزید نخعی (۵) حضرت شریح بن حارث کندی (۶) حضرت ابراہیم بن یزید نخعی (۷) حضرت ماعز بن شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

کوفہ میں افقہ الصحابہ کی جلوہ گری

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ قدیم الاسلام صحابی ہیں اور سابقین اولین میں شمار ہوتے ہیں آپ اس وقت ایمان لائے جب چار یا پانچ لوگ ہی مسلمان ہوئے تھے آپ صاحب الھجر تین ہیں۔ پہلے حبشہ پھر مدینہ طیبہ کے طرف ہجرت فرمائی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہروقت حاضر رہتے صاحب النعلین والوسادۃ المطہرۃ آپ کا لقب تھا۔یعنی حضور کی خدمت کے لیے نعلین شریفین ، پاکیزہ تکیہ اور وضو کے لیے مشکیزہ و مسواک سب آپ کے سپرد ہوتیں ۔سفر و حضر خلوت وجلوت اور شب و روز تمام وقت معیت رسول کا شرف حاصل رہا۔ سیرت چال ڈھال اور عادات وخصائل میں حضور سے بہت مشابہ تھے کاشانہ اقدس میں بے روک ٹوک آنے جانے کی اجازت تھی خلفائے اربعہ کے بعد آپ کو افقہ الصحابہ کا خطاب ملا خود صحابہ کو اس پر اتفاق تھا حضرت امام مسروق اجدع تابعی کبیر فرماتے ہیں۔

صحابۂ کرام کا علم چھ حضرات میں جمع ہوگیا تھا (۱) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت ابن مسعود پھر ان چھ حضرات کا علم دو شخصوں میں جمع ہوگیا۔(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(ردالمحتار جلد اول ص۱۶۴) آپ کے تلامذہ کی تعداد کئی ہزار ہیں۔آپ کی مجلس میں بیک وقت چار ہزار افراد حاضر ہوتے۔

فقہ کا چوتھا دور۔ فقہ اسلامی کا یہ دور دوسری صدی ہجری کے ابتداء سے شروع ہوکر چوتھی صدی ہجری تک پہونچ کر تمام ہوجاتا ہے

اس دور کے مشاہیر فقہاء امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) مام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرت سفیان بن سعید ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت شریک

بن عبداللہ نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷) عمر بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام اعظم ابوحنیفہ ۔امام الائمہ، سراج الامۃ، کاشف الغمہ، رئیس الفقہا والمجتہدین، سیدالاولیاء والمحد ثین حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کو کاندھے پر دست اقدس رکھ کرارشادفرمایا اگر ایمان ثریا کو چلا جائے تو تمہاری قوم کا ایک فردضرورتلاش لے گا اس پاکیزہ حدیث بخاری شریف میں کنایہ کے طور پرامام اعظم کی ولادت باسعادت کی عظیم بشارت ہے۔علامہ ابن حجر مکی نے امام سیوطی کے حوالہ سے لکھا ہے اس حدیث کے اولین مصداق صرف امام اعظم ابوحنیفہ ہیں، کیونکہ اہل فارس میں آپ سے زیادہ کوئی فضل وکمال والا پیدانہ ہوا۔خیرالحسان۔تذکرۃ المحد ثین امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔اَلنَّاسُ فِی الْفِقْهِ عَیَالُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ۔فقہ میں سب لوگ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محتاج ہیں آپ کو تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے آپ نے متعدد صحابہ کرام کی زیارت کی۔آپ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور ۱۵۰ھ کو وصال فرمایا۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے فن کی صورت میں افتاء کا آغاز فرمایا اورآپ ہی نے سب سے پہلے اپنے چالیس تلامذہ کی ایک شرعی مجلس تشکیل دیکر تدوین فقہ کا فریضہ انجام دیا۔نیز افتا کے قواعد وضوابط مقرر فرمائے آپ کے مشہور تلامذہ (۱) قاضی ابویوسف یعقوب بن ابراہیم (۲) محرر مذہب احناف امام محمد بن حسن شیبانی (۳) زفر بن ہذیل (۴) حسن بن زیاد (۵) امام عبداللہ بن مبارک (۶) امام حماد بن نعمان ابوحنیفہ (۷) امام داؤد طائی (۸) فضیل بن عیاض (۹) ابراہیم بن ادھم (۱۰) عافیہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سندفقہ۔ اَبُوْحَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍعَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِعَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍعَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مدون فقہ امام اعظم ابوحنیفہ نے حضرت حماد سے انھوں نے ابراہیم نخعی سے انھوں حضرت علقمہ بن قیس اوراسود بن یزید سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے۔

اللہ رب العزت نے سب سے پہلے افتاء وقضاء کے عظیم منصب پراپنے مظہراتم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوسرفرازفرمایا بعدہ خلفاء راشدین ومجتہدین صحابہ پھر تابعین پھر تبع تابعین علی حسب المراتب الی یومنا ہذا صحابہ سے تبع تابعین تک جوبھی منصب افتاء پرفائز ہوئے سب مجتہداور مفتی مطلق تھے پھر امام شافعی کے بعد کوئی مجتہد ومفتی مطلق پیدانہ ہوا بعدوالے سب مفتی منتسب ہوگئے۔

اَلتَّحْقِیْقُ اِنَّ الْمُفْتِیَ فِی الْوَقَائِعِ لَابُدَّلَهُ مِنْ ضَرْبِ اِجْتِهَادٍوَمَعْرِفَةٍ بِاَحْوَالِ النَّاسِ۔(ردالمحتار جلد۲،ص/۳۹۸) یعنی مسائل کوحل کرنے کے لیے مفتی کوایک طرح کے اجتہاد سے متصف اورلوگوں کے احوال سے باخبر ہوناضروری ہے سب سے آسان کام تقریر اس سے مشکل تدریس پھر تصنیف وتالیف پھر مناظرہ پھر افتاوقضاء ہے۔لیکن آج کل لوگ اس نازک فن کو بہت آسان سمجھنے لگے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ اس حدیث کے مصداق بنتے جارہے ہیں۔اجراکم علی الفتیاء اجرنی کم الی النار۔تم میں جوفتویٰ پر بے باک ہو بےخوف جہنم کے طرف ہے۔

طبقات کتب ومسائل۔ (۱) مسائل اصول ظہر الروایہ مثلاً کتب ستہ ودیگر مقون وشروح معتمدہ ومستندہ بترتیب الدرجہ وتدریج (۲) طبقہ دوم

۔مسائل نوادر وغیر ظاہر الروایہ مثلاً امام محمد کی رقیات وغیرہ۔(۳) فتاویٰ وواقعات۔مثلاً فقیہ ابواللیث سمرقندی کی فتاویٰ النوازل وغیرہ۔ (۴) کتب فتاویٰ میں خانیہ قاضی خاں وبزازیہ وتاتارخانیہ وفتاویٰ عالمگیریہ وفتاویٰ شامی وفتاویٰ رضویہ کو انتہائی شہرت وکمال احتیاط حاصل ہے اولاً متون پھر شروح وحواشی پھر فتاویٰ کا مقام ہے۔

مجتہد مطلق غیر منتسب

طبقات فقہاء۔ (۱) طبقہ اولیٰ مجتہد مستقل مثلاً ائمہ اربعہ (۲) ثانیہ مجتہد مطلق غیر مستقل یعنی مجتہدین فی المذہب مثلاً تلامذہ امام اعظم (۳) مجتہد مقید یعنی مجتہد فی المسائل جیسے امام خصاب وامام طحاوی وشمس الائمہ حلوانی وسرخسی وفخر الاسلام بزدوی وامام فخر الدین قاضی خاں وغیرہم۔(۴) طبقہ رابعہ اصحاب تخریج۔جیسے امام کرخی وامام رازی۔(۵) اصحاب ترجیح جیسے صاحب قدوری وصاحب ہدایہ (۶) اصحاب تمیز۔جیسے اصحاب متون صاحب کنز ووقایہ ودرمختار (۷) محض مقلدین ناقلین وردالمختار وجدالممتار ورضویہ (مقدمۃ المبسوط ج۱،ص۴۳)

ابن کمال پاسانہ نے فقہاء کے آٹھ طبقات ذکر کیا ہے۔مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ لَعْنَۃُ مَلَائِکَۃِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ (کنز العمال جلد۱،ص۱۱۱) جو بغیر علم کے فتویٰ دے اس پر آسمان وزمین کے فرشتوں کی لعنت ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں ۔آج کل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازہ میں داخل نہیں ہوتا (فتاویٰ رضویہ جلد۴،ص۵۴۶) علم الفتویٰ۔پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ تنہا طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔(فتاویٰ رضویہ جلد۱،ص۲۳۱)

فقہ وافتاء کے چند مشہور ضوابط وکلیات

(۱) اَلْمَشَقَّۃُ تَجْلِبُ التَّسِیْرَ۔مشقت آسانی چاہتی ہے

(۲) اَلضَّرُوْرَاتُ تَبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتُ۔ضرورتیں ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں

(۳) مَااُبِیْحَ لِلضَّرُوْرَۃُ یُتَقَدّرُ بِقَدْرِھَا۔جو چیز ضرورۃً مباح ہو وہ بقدر ضرورت مباح رہے گی

(۴) مَاجَازَ بِعُذْرٍ بَطَلَ بِزَوَالِہٖ۔جو چیز عذر کی وجہ سے جائز ہو عذر ختم ہونے پر ناجائز ہوجائے گی

(۵) اَلضَّرَرُ لَایُزَالُ بِالضَّرَرِ۔ضرر کا ازالہ ضرر کے ذریعہ نہیں کیا جائے گا

(۶) یَتَحَمّلُ الضَّرَرَ الْخصَّ لِدَفْعِ الضَّرَرِ الْعَامّ۔ضرر عام کے دفع کے لیے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا

(۷) اَعْظَمُ ضَرَرٌ یُزَالُ بِالْاَخَفِّ۔زیادہ ضرر والی چیز کم ضرر والی چیز کے ذریعہ زائل کی جائے گی

(۸) مَنِ ابْتَلٰی بَلِیَّتَیْنِ یَخْتَارُ اَھْوَنُ مِنْھُمَا۔جو دو بلاؤں میں گرفتار ہو تو ان میں آسان کو اختیار کرے

(۹) دَرْءُ الْمَفَاسِدِ اَوْلیٰ مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ۔حصول نفع کے مقابلے میں نقصان سے بچنا بہتر ہے

(۱۰) اِذَاتَعَارَضَ الْمُقْتَضِیُ وَالْمَانِعُ یُقَدَّمُ الْمَانِعُ۔جب مقتضی اور مانع کے درمیان تعارض ہو تو مانع کو ترجیح دی جائے

(۱۱) اِذَااجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غُلِبَ الْحَرَامُ. جب کسی مسئلے میں حلال وحرام دونوں پہلو جمع ہوں تو حرام کو ترجیح دی جائے۔

(۱۲)اَلْاُمُوْرُ بِمَقَاصِدِهَا۔امور اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں

(۱۳)اَلْيَقِيْنُ لَايَزُوْلُ بِالشَّكِّ۔یقین شک سے زائل نہیں ہوگا

(۱۴)اَلْاَصْلُ الْعَدَمُ۔نہ ہونا یہی اصل عارض ہے۔اَلْاَصْلُ الْوَجُوْدُ۔ہونا اصل صفات اصلیہ ہے

(۱۵)مَاحَرُمَ اَخْذُهُ وَفِعْلُهُ حَرُمَ اِعْطَائُهُ وَطَلَبُهُ۔جو چیز لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے جو کام کرنا حرام ہے اس کی طلب بھی حرام ہے۔

(۱۶)لَاعِبْرَةَ بِالظَّنِّ الْبَيِّنُ خَطَائُهُ۔اس گمان کا کوئی اعتبار نہیں جس کا غلط ہونا ظاہر ہو

(۱۷)ذِكْرُ بَعْضِ مَالَايَتَجَزّٰى كَذِكْرِ كُلِّهِ۔کسی ایسے ٹکرے کا ذکر جسے کل سے الگ نہ کیا جاسکے کل کے ذکر کی ہے

(۱۸)اَلثَّابِتُ بِالْعُرْفِ كَالثَّابِتِ بِالنَّصِّ۔عرف سے جو چیز ثابت ہو وہ ایسے ہی ہے گویا نص سے ثابت ہو

(۱۹)اَلْوَلَدُ يَتْبَعُ خَيْرَ الْاَبَوَيْنِ دِيْنًا. بچہ والدین میں سے اس کے تابع ہوگا جس کا دین بہتر ہو

(۲۰)لَايَجُوْزُ تَرْكُ الْوَاجِبِ لِلْاِسْتِحْبَابِ۔مستحب کے لیے واجب کا ترک جائز نہیں۔(الاشباہ والنظائر)

محمد ساحل ضیاء قادری

ساکن سنگھیا ٹھاٹول، بائسی، پورنیہ بہار

تاریخ 24/3/2016

عقائد کا بیان

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں۔

(۱) اوراد و وظائف میں جو ''یَابَاقِیُ اَنۡتَ الۡبَاقِیُ'' پڑھا جاتا ہے اس کے بجائے ''یَابَاکِیُ اَنۡتَ الۡبَاکِیُ'' پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) ''یَابَاکِیُ اَنۡتَ الۡبَاکِیُ'' کفریہ کلمہ ہے یا نہیں؟

(۳) صرف کفریہ کلمہ بولنے سے آدمی کافر ہو جائے گا یا اس کا معنیٰ سمجھنا اور اعتقاد رکھنا بھی ضروری ہے؟

(۴) کفریہ کلمات سن کر یا غیر شرعی امور دیکھ کر جو (خواہ خواص ہوں یا عوام) خاموش رہیں ان کا کیا حکم ہے؟

جوابات مع حوالہ عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد فردوس احمد، سرخیز احمد آباد

باسمہ تعالیٰ وتوفیقہ

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایة الحق والصواب

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے: وَیَبۡقٰی وَجۡهُ رَبِّکَ ذُوالۡجَلٰلِ وَالۡاِکۡرَامِ (سورہ رحمٰن آیت ۲۷)

ترجمہ: اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔ (کنز الایمان)

کُلُّ شَیۡءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ (پارہ ۲۰، القصص، آیت ۸۸)

ترجمہ: ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے۔

وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا (پارہ ۲۹، سورہ مزمل، آیت ۴)

ترجمہ: اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

امام غزالی شرح اسمائے حسنیٰ میں فرماتے ہیں

اَلۡبَاقِیُ هُوَالۡمَوۡجُوۡدُ الۡوَاجِبُ وَجُوۡدُهٗ بِذَاتِهٖ وَلٰکِنَّهٗ اِذَا اُضِیۡفَ فِیۡ الذِّهۡنِ اِلَی الۡاِسۡتِقۡبَالِ سُمِّیَ بَاقِیًا وَاِذَا اُضِیۡفَ اِلَی الۡمَاضِیۡ سُمِّیَ قَدِیۡمًا وَالۡبَاقِیُ الۡمُطۡلَقُ هُوَالَّذِیۡ یَنۡتَهِیۡ تَقۡدِیۡمُ وُجُوۡدِهٖ فِی الۡاِسۡتِقۡبَالِ اِلٰی اٰخِرٍ وَیُعَبَّرُ عَنۡهُ بِاَنَّهٗ اَبَدِیٌّ وَالۡقَدِیۡمُ الۡمُطۡلَقُ هُوَالَّذِیۡ لَایَنۡتَهِیۡ تَمَادِیۡ وُجُوۡدِهٖ فِی الۡمَاضِیۡ اِلٰی اَوَّلٍ وَیُعَبَّرُ عَنۡهُ بِاَنَّهٗ اَزَلِیٌّ وَقَوۡلُکَ وَاجِبُ الۡوُجُوۡدِ بِذَاتِهٖ مُتَضَمِّنٌ لِجَمِیۡعِ ذٰلِکَ وَاِنَّمَا هٰذِهٖ اَسَامِیۡ بِحَسۡبِ اِضَافَةِ هٰذَا الۡوُجُوۡدِ فِی الذِّهۡنِ اِلَی الۡمَاضِیۡ وَالۡمُسۡتَقۡبِلِ (المقصد الاسنیٰ جلد ۱، ص ر ۱۴۷)

المعتقد المنتقد میں ہے۔ وَمِنۡهُ اَنَّهٗ بَاقِیٌ لَیۡسَ لِوُجُوۡدِهٖ اٰخِرٌ اَیۡ یَسۡتَحِیۡلُ اَنۡ یَلۡحَقَهٗ عَدَمٌ وَهُوَ مَعۡنٰی کَوۡنُهٗ اَبَدِیًّا۔

بَاقِیُ: یہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے! اللہ عزوجل قیوم ہے اور باقی بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں۔

طلب علم دین فرض عین ہے اسی لیے جہالت اور نادانی عذر شرعی نہیں ''اعتقادیات کی معرفت عوام و خواص سب پر ضروری ہے،

قرآن شریف کو تجوید و ترتیل کے ساتھ پڑھنا واجب ہے اور ترتیل کا منکر کافر ہے۔

فتاویٰ رضویہ مترجم جلد۲۳ رص ۶۲۴ میں شامی کے حوالہ سے ہے حرام الفاظ اور کفریہ کلمات کے متعلق علم سیکھنا فرض ہے اس زمانے میں یہ سب سے ضروری امور ہیں (ردالمحتار جلد ارص ۱۰۷)

علامہ بدرالدین عینی حنفی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں ہر اس انسان کی تکفیر کی جائے گی جو صریح کلمۂ کفر منہ سے نکالے یا ایسا فعل کرے جو کفر کا باعث ہو اگرچہ وہ یہ جانتا نہ ہو کہ یہ کلمہ یا فعل کفر ہے (عمدۃ القاری جلد ارص ۴۰۳)

وَعِلْمُ الْاَلْفَاظِ الْمُحَرمَةِ اَوِالْمُكَفِّرَةِ وَلِعُمْرِیْ هٰذَامِنْ اَهَمّ الْمُهِمَّاتِ فِیْ هٰذَالزَّمَانِ لِاَنَّکَ تَسْمَعُ كَثِیْرًامِنَ الْعَوَامِ یَتَكَلَّمُوْنَ بِمَایَكْفُرُوْهُمْ عَنْهَاغَافِلُوْنَ (مقدمہ ردالمحتار جلداول صفحہ ۲۹)

بہت سے ایسے انسان ہیں جو اپنی جہالت کے سبب ایسے اقوال بک دیتے ہیں یا ایسے افعال کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں جن کی وجہ سے وہ دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتے ہیں اور انھیں احساس تک نہیں ہوتا

باقی اور باکی میں لغوی ومعنوی فرق

بَاقِیُ: اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔ یہ عربی لفظ ہے، صفت کے لیے، معنی۔ ہمیشہ موجود رہنے والا۔ (فیروز اللغات ص ۱۷۰)

یَابَاقِیُ اَنْتَ الْبَاقِیُ :اے ہمیشگی والا تو ازلی وابدی ہے۔ تیری ذات واجب الوجود ہے تجھے فنا نہیں تو عدم وحدوث سے پاک ہے۔

باک: فارسی، مذکر، لفظ ہے، معنی۔ خوف، ڈر، اندیشہ، دہشت۔ (فیروز اللغات ص ۱۷۰)

بَکیٰ: بُكَاءً۔ عربی لفظ ہے باب ضرب یضرب سے معنی۔ رونا، آنسو بہانا۔ بَكِئَی بُكَاءً باب سمع یسمع سے معنی اپنی حاجت سے محروم رہنا۔ یَابَاكِیُ اَنْتَ الْبَاكِیُ :معنی، اے ڈرنے والا تو رونے والا ہے۔ دونوں معانی کے درمیان کوئی ربط وضبط نہیں بلکہ باکی کا معنی حدوث پر دلالت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات قدیم ہے وہ حدوث سے پاک ہے۔

اوراد ووظائف کے لئے صحتِ قرأت وعلم الاوراد کی معرفت درکار ورنہ وظیفہ بے علم کے لئے وجیفہ اور وزیفہ ہو جائے جو موجبِ عذابِ نار اور مستحق غضبِ جبار نیز مواخذۂ قہار میں گرفتار ہونا ہے اور محنت ومشقت بے کار۔ ولاحول ولاقوۃ الا بالستار ''وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّیْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ'' (پارہ ۱۳، رعد آیت ۱۰)

ترجمہ: اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے۔

''وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ'' و نرجو ابعفو الغفار

ترجمہ: اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔ (کنز الایمان)

(۱) اگر جہالت کیوجہ سے ہو تو ناجائز وحرام ہے اس لئے کہ ایسا کلمہ ذات وصفات باری عز شانہ کے لیے قطعاً لائق وموافق نہیں کہ اس سے فساد معنی لازم آتا ہے۔ قائل اگر نادانستہ ''باقی'' بجائے ''باکی'' پڑھتا ہو تو لاعلمی کیوجہ سے کافر نہ ہوگا تاوقت اصلاح اور قائل کو مخارج حروف واصوات الفاظ کی درستگی لازم ہے، نیز قائل پر توبہ واستغفار بھی ضروری ہے۔ مومنین کو توبہ واستغفار کرتے رہنا چاہیئے

ترجمہ: اگر بندہ گناہوں کی معافی مانگ لےتو گناہ نامۂ اعمال میں درج نہ ہوگا اور اللہ بروز محشر مواخذہ بھی نہ فرمائے گا۔

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَاذَنْبَ لَہٗ (بخاری شریف)

ترجمہ: گناہوں سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہے۔

قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُاللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرُمِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً (بخاری شریف جلد ثانی، ص/۹۳۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ روزانہ ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ واستغفار کرتے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللّٰہُ اَفْرَحُ بِتَوْبَۃِ عَبْدِہٖ مِنْ اَحَدِکُمْ سَقَطَ عَلٰی بَعِیْرِہٖ وَقَدْاَضَلَّہٗ فِیْ اَرْضِ فُلَاۃٍ (بخاری جلد ثانی، ص/۹۳۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے توبہ سے اتنا زیادہ خوش ہوتا ہے۔ ریگستان کے مسافر کو اپنے گم گشتہ اونٹ ملنے کی جتنی خوشی ہوتی ہے۔

اگر کسی بندۂ خدا وظیفہ خواں کی زبان میں لقنت ہو اور ہکلا کر بولنے کی عادت ہو تو وہ معذور کے حکم میں ہے مشبوع اللسان کے لیے بعض امور میں معافی ورخصت ہے لیکن ان کے لیے بھی بہتر یہ ہے کہ اسماء حسنیٰ میں سے انھیں ناموں کا ورد کریں جن کی ادائیگی آسان ہو مثلاً یا کریم یا بصیر یا ودود وغیرھم۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے حق میں مذکور فی السوال کلمات کفریہ ہیں شان الوہیت کے منافی ہونے کی وجہ سے اللہ سبحانہ پر اس جملہ کا اطلاق اور اس عظیم الشان ہستی کی طرف ان الفاظ کی نسبت درست نہیں وہ خوف وبکا سے منزہ ہے۔

(۳) کلمات کفریہ صریحہ ضروریہ بدیہیہ متبادر ذہنیہ کے لیے فہم واعتقاد ضروری نہیں صرف قصد وارادہ کافی ہے اگر کوئی انسان عمداً ایسا کفریہ کلمہ بولے جس میں نیت واعتقاد ضروری نہ ہو تو صرف بولنے سے ہی کافر ہو جاتا ہے اور بعض کفریہ کلمات ایسے بھی ہیں جن کا جاہل عوام کالانعام کو علم نہیں ایسے کلمات کفریہ کے متکلم کو ان کلمات کفریہ کا فہم وادراک اور علم واعتقاد ہونا بھی ضروری ہے احتیاطاً ان کلمات کے قائل کو کافر نہ کہنا چاہیئے جب تک کہ نیت واعتقاد کفر کی نہ ہو۔

(۴) اللہ عزوجل قرآن مجید میں بھلائی کا حکم دیتا ہے:

وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِوَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پارہ۴، آل عمران، آیت ۱۰۴)

ترجمہ: اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہونچے۔

کُنْتُمْ خَیْرَاُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِوَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ (پارہ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰)

ترجمہ: تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئی بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے

ہو۔

حضرت لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کو پیاری نصیحت

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ (پارہ،۲۱،سورہ لقمان،آیت ۱۷)

ترجمہ:اے میرے بیٹے نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی فرضیت پر امت کا اجماع ہے۔

سکوت دلیل رضا نہیں جبتک دلالۃً یا اشارۃً کوئی دواعی رضا نہ ہو،اگر دل سے راضی نہ ہوتو خاموشی انواع کفر میں داخل نہیں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر ،اگر استطاعت ہوتو واجب ہے اور ترک واجب شرعاً جرم ہے ولہذا اگر عوام وخواص غیر شرعی امور دیکھ کر یا کفریہ کلمات سن کر باوجود قدرت منع نہ کریں خاموش رہیں تو گنہگار اور بروز محشر مواخذۂ ربانیہ میں گرفتار ہوں گے اس لئے توبہ واستغفار کریں۔اور اگر منع کی قدرت نہیں تو دل سے برا جانیں۔حدیث امر بالمعروف ونہی عن المنکر ''عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَاٰیٰ مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ'' (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۵۱)

ترجمہ:جب تم میں سے کوئی منکرات دینیہ ومنہیات شرعیہ دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ وزبان سے روکے اگر اس کی استطاعت نہ ہوتو دل سے برا مانے۔

ھٰذا ماتیسر لی والعلم بالحق عند ربی وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ
محمد ضیاء قادری پورنوی
خادم الافتاء والتدریس دار العلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سرخیز احمد آباد گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) سرکار دوعالم ﷺ کے موئے مبارک کی خصوصیات کیا کیا ہیں؟

(۲) سرکار دوعالم ﷺ کے موئے مبارک کا سایہ شریف ہے یا نہیں؟

(۳) سرکار دوعالم ﷺ کے موئے مبارک کے شرعی احکام بیان فرمادیں؟

(۴) سرکار دوعالم ﷺ کے موئے مبارک کے احترام کے متعلق پوری وضاحت فرمادیں؟ خاص کر عاشق رسول ﷺ کے گھر میں موئے مبارک ہوتے ہیں وہ گھر میں کس طرح رکھیں کہیں فلیٹوں میں ہوتا ہے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ادب یہ ہے کہ فلیٹ کے اوپر حصے میں رکھنا چاہیئے ، یہاں تک گمان کرتے ہیں کہ آسمان کھلا ہونا چاہیئے ، جہاں موئے مبارک شریف ہو، اوپر کچھ نہیں ہونا چاہیئے ، اگر فلیٹ کے کسی بھی حصے میں ہوگا تو دوسرے فلیٹ کے اوپر جائیں گے یہ ادب واحترام کے خلاف ہے۔ پوری تفصیل بیان فرمادیں۔

(۵) آج کل اکثر مسجدوں میں سرکار دوعالم ﷺ کے موئے مبارک شریف ہوتے ہیں اور سرکار دوعالم ﷺ کے ولادت باسعادت کے موقع پر زیارت کرائی جاتی ہے، یہ جاننا ضروری ہے کہ آج کل کثرت سے لوگوں کے پاس موئے مبارک کہاں سے آئے اس کی کوئی سند ہے۔ نیز سرکار دوعالم ﷺ کے موئے مبارک شریف کی صحیح روایت سے کیا دلیل ہے۔؟

(۶) اکثر مسجدوں میں قرآن شریف کے پارے رکھنے کے لیے الماری بنائی جاتی ہے اوراس میں قرآن شریف ودیگر دینی کتب بھی ہوتے ہیں کیا الماری کے اوپر موئے مبارک کی پیٹی (باکس) رکھ سکتے ہیں۔؟

فقط والسلام

المستفتی: ڈاکٹر محمد صادق قریشی نقشبندی مجددی عثمانی

ناظم اعلیٰ دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخیز احمد آباد

باسمہ تعالیٰ وتوفیقہ

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اللہ رب العزت اپنی کتاب حکمت قرآن کریم میں اپنے حبیب ﷺ کی شان وعظمت کو یوں بیان فرماتا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ۔ (سورہ، احزاب آیت ۶)

ترجمہ: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔

جنھیں محبوب کی ذات سے محبت ہوگی انھیں ان کی صفات ان سے منسوبات آثار وتبرکات کی بھی محبت ہوگی۔

موئے مبارک کی برکت سے شاہ عبدالرحیم کی صحتیابی

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب الدرالثمین فی مبشرات النبی الامین ، اورانفاس العارفین میں اپنے والدگرامی حضرت شاہ عبدالرحیم قدس سرہ العزیز کی بیماری کا واقعہ خودان کی زبانی بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ اتنا سخت بخار ہوا کہ زندہ بچنے کی امید نہ رہی اسی دوران مجھ پر غنودگی سی طاری ہوئی اسی حال میں ، میں نے شیخ عبدالعزیز کو خواب میں

فرماتے ہوئے سنا کہ بیٹے عبدالرحیم مبارک ہو، حضور نبی اکرم ﷺ تمہاری عیادت کے لیے تشریف لانے والے ہیں اور سمت کا تعین کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرف تمہاری پائنتی ہے اس طرف سے تشریف لائیں گے سو تمہارے پاؤں اس رخ پر نہیں ہونا چاہئے، مجھے غنودگی کے عالم سے کچھ افاقہ ہوا مگر بولنے کی طاقت نہ تھی چنانچہ حاضرین کو اشارے سے سمجھایا کہ میری چارپائی کا رخ تبدیل کردیں، بس اسی لمحے حضور نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کَیْفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ ؟ بیٹے عبدالرحیم تمہارا کیا حال ہے۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شیریں گفتار اور رس بھرے جملے نے میری دنیا ہی بدل دی جس سے مجھے وجد و بکاء اور اضطراب کی عجیب کیفیت طاری ہوئی حضور نبی اکرم ﷺ میرے سرہانے تشریف فرما تھے، اور مجھے اپنی آغوش میں لیے ہوئے تھے فرط جذبات سے مجھ پر گریہ وزاری کی وہ کیفیت طاری ہوئی کہ آپ ﷺ کا قمیص مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گیا اور آہستہ آہستہ اس رقت و گداز سے مجھے قرار و سکون نصیب ہوا اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ میں تو مدت سے حضور نبی اکرم ﷺ کے موئے مبارک کا آرزومند ہوں آپ ﷺ کا کتنا بڑا اکرم ہوگا اگر اس وقت میری آرزو پوری فرمادیں آپ ﷺ میرے اس خیال سے آگاہ ہوئے اور ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو موئے مبارک میرے ہاتھ میں تھما دیئے، پھر مجھے خیال آیا کہ میں تو شاید خواب دیکھ رہا ہوں جب بیدار ہوں گا تو خدا جانے یہ بال مبارک محفوظ رہیں یا نہ رہیں آپ ﷺ اس خیال کو بھی جان گئے اور فرمایا کہ یہ عالم بیداری میں بھی تیرے پاس محفوظ رہیں گے، آپ ﷺ نے مجھے صحت کلی اور درازئی عمر کی بشارت عطا فرمائی، مجھے اسی لمحے افاقہ ہوا اور میں نے چراغ منگوا کر دیکھا تو موئے مبارک میرے ہاتھ سے غائب تھے اس پر مجھے سخت اندیشہ اور پریشانی لاحق ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھے آگاہ فرمایا کہ بیٹے میں نے دونوں بالوں کو تیرے تکیہ کے نیچے رکھا ہے یہ وہاں سے تجھے ملیں گے جب مجھے افاقہ ہوا تو میں اٹھا اور انھیں اسی جگہ پایا، میں نے تعظیم و تکریم کے ساتھ انھیں ایک جگہ محفوظ کر لیا اس کے بعد بخار ختم ہوا تمام کمزوری دور ہوئی اور مجھے صحت و عافیت نصیب ہوئی، پھر والد بزرگوار نے عمر کے آخری حصے میں ان کو بانٹ دیا جن میں ایک مجھے بھی مرحمت فرمایا جو، اب تک میرے پاس موجود ہے۔

ان موئے مبارک کے خصائص میں سے تین خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے:

خصوصیت نمبر (۱) یہ دونوں موئے مبارک آپس میں جڑے ہوئے رہتے تھے جونہی درود شریف پڑھا جاتا یہ دونوں الگ سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے اور درود شریف ختم ہوتے ہی پھر اصلی حالت اختیار کر لیتے تھے۔

خصوصیت نمبر (۲) ایک مرتبہ تین منکرین نے امتحان لینا چاہا اور موئے مبارک کو دھوپ میں لے گیے غیب سے فوراً بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا جس نے ان موئے مبارک پر سایہ کر لیا حالانکہ اس وقت چلچلاتی دھوپ پڑ رہی تھی ان میں سے ایک تائب ہو گیا جب دوسری اور تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو باقی دونوں بھی تائب ہو گئے۔

خصوصیت نمبر (۳) ایک مرتبہ کئی لوگ موئے مبارک کی زیارت کے لیے جمع ہو گئے شاہ صاحب نے ہر چند کوشش کی مگر تالا نہ کھلا اس پر شاہ صاحب نے مراقبہ کیا تو پتہ چلا کہ ان میں ایک شخص جنبی ہے شاہ صاحب نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو تجدید طہارت

کاحکم دیا،جنبی کے دل میں چور تھا جونہی وہ مجمع سے نکلا فوراً اتالا کھل گیا اور سب نے موئے مبارک کی زیارت کرلی۔واللہ تعالیٰ اعلم

(انفاس العارفین،ص ر۴۱)

معجزات وخصوصیات موئے مبارک

(۲) آپ اگر موئے مبارک کی نشانی جاننا چاہیں تو موئے مبارک کو چٹکی میں پکڑیں آنکھوں کے سامنے رکھیں اور اپنی طرف سے اس پر لائٹ ڈالیں آپ کو اگر سامنے بال شریف کا سایہ نظر نہ آئے تو آپ جان لیں یہ موئے مبارک اصلی ہے اور اگر دیوار یا کاغذ پر اس کا سایہ نظر آجائے تو سمجھ لیں یہ موئے مبارک صرف نبی اکرم کیطرف منسوب ہے یہ حقیقی نہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا تعلق بنوخزرج سے تھا یہ صحابی نبی اکرم ﷺ کے بہت قریبی خادم تھے حضور ﷺ نے جب حلق فرمایا تو اپنا گیسوئے مشک بار حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت کردی یہ زلف عنبریں آج تک بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان میں چلی آرہی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان اس وقت ابوظہبی میں آباد ہے شیخ احمد الخزرجی موجودہ عہد میں اس خاندان کے وارث ہیں ان کے پاس یہ موئے مبارک ہے۔

کتب سیر وتواریخ میں فقیر کی نظر سے کوئی روایت سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے سایہ کی نہ گزری جس طرح آپ کے جسم اطہر ''نوری بدن'' کا ظاہری سایہ نہ تھا ویسے ہی آپ کے موئے مبارک کا سایہ نہیں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) نبی کریم ﷺ کے آثار وتبرکات شریفہ کی تعظیم دین مسلم کا فرض عظیم ہے۔تابوت سکینہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔اس میں موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ وغیرہا تھا۔ولہٰذ تواتر سے ثابت ہے کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس ﷺ سے کوئی علاقہ بدن اقدس چھونے کا ہو تا صحابۂ کرام وتابعین عظام وائمہ دین ہمیشہ اس کی تعظیم وحرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے دین حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی کہ اس کے لیے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ وہ چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین سے ہے شفا شریف ومواہب لدنیہ ومدارج شریف وغیرہا میں ہے،یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے ان تمام اشیاء کی تعظیم جس کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ علاقہ ہو اور جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھوا یا جو حضور ﷺ کے نام پاک سے مشہور ہو۔

اجل واعظم وارفع واکرم حضور پرنور ﷺ کی ریش مبارک کا موئے مطہر ہے مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ساتوں آسمان وزمین ہرگز اس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہ پہنچے اور ابھی تصریحات ائمہ سے معلوم ہو گیا کہ تعظیم کے لیے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند بلکہ صرف نام پاک سے اس شے کا اشتہار کافی ہے ایسی جگہ بے ادراک سند تعظیم سے باز نہ رہے گا،مگر بیمار دل پر آزار دل جس میں نہ عظمت اور شان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروجہ کافی نہ ایمان کامل۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْهِ کَذِبُهٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ ،اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک مونڈ وایا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے آپ ﷺ کے موئے مبارک لیے، امام محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، موئے مبارک کو دنیا و مافیہا سے عزیز جانتے، میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی اکرم ﷺ کے کچھ موئے مبارک ہیں جن کو ہم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے گھر والوں سے حاصل کیا ہے، عبیدہ نے کہا، کہ ان بالوں میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہوتا تو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اس حدیث سے آپ ﷺ کے موئے مبارک سے برکت حاصل کرنا ثابت ہے۔ (فتح الباری جلد ۱، ص ۲۷۴)

ایک اور روایت میں حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

لَانْ يَّكُوْنَ عِنْدِیْ مِنْهُ شَعْرَةٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ كُلِّ صُفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ ،اَصْبَحَتْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ ۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بالوں میں سے ایک بال کا میرے پاس ہونا مجھے روئے زمین کے تمام سونے اور چاندی کے حصول سے زیادہ محبوب ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۳، ص ۲۵۶)

موئے مبارک کی برکت سے بیمار شفایاب ہوتے

اَرْسَلَنِیْ اَهْلِیْ اِلٰى اُمِّ سَلْمَةَ بِقَدْحٍ مِنْ مَّاءٍ، (وَقَبَضَ اِسْرَائِيْلُ ثَلَاثَ اَصَابِعَ) مِنْ فِضَّةٍ فِيْهِ شَعْرٌمِنْ شَعْرِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،وَكَانَ اِذَااَصَابَ الْاِنْسَانَ عَيْنٌ اَوْشَيْئٌ بُعِثَ اِلَيْهَامُخْضَبَةٌ ،فَاُطْلِعَتْ فِی الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعْرَاتَ حَمْرًا۔

قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ سَلْمَةَ فَاَخْرَجَتْ اِلَيْنَاشَعَرًامِنْ شَعَرِالنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوْبًا۔

ترجمہ: حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے میرے گھر والوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پانی کا ایک پیالہ دیکر بھیجا جس میں نبی اکرم ﷺ کا موئے مبارک تھا، اور جب کبھی کسی کو نظر لگ جاتی یا کچھ ہو جاتا تو وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پانی کا برتن بھیج دیتا، پس میں نے برتن میں جھانک کر دیکھا تو چند سرخ بال دیکھے۔

(بخاری شریف جلد ۲، ص ۸۷۵)

عَنْ يَحْيٰى بْنِ عَبَّادٍعَنْ اَبِيْهِ، قَالَ كَانَ لَنَاجُلْجُلٌ مِنْ ذَهَبٍ ،فَكَانَ النَّاسُ يَغْسِلُوْنَهٗ وَفِيْهِ شَعْرُرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،قَالَ: فَتَخْرُجُ مِنْهُ شَعْرَةٌ قَدْغُيِّرَتْ بِالْحِنَاوَالْكُتُمِ۔

ترجمہ: حضرت یحیی بن عباد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ ہمارا ایک سونے کا برتن تھا جس کو لوگ دھوتے تھے اس میں رسول اللہ ﷺ کے موئے بارک تھے چند بال نکالے جاتے تھے جن کا رنگ حنا اور نیل سے بدل دیا گیا تھا۔

(طبقات ابن سعد جلد ۱، ص ۴۳۷)

موئے مبارک کے حصول کے لیے صحابۂ کرام پروانہ وار بڑھتے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ یُحَلِّقُہٗ وَاَطَافَ بِہٖ اَصْحَابُہٗ فَمَا یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَۃٌ اِلَّافِیْ یَدِ رَجُلٍ ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں؛ میں نے دیکھا کہ حجام آپ ﷺ کا سر مبارک مونڈ رہا تھا اور آپ ﷺ کے صحابۂ کرام آپ ﷺ کے گرد گھومتے رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ حضور ﷺ کا کوئی بال مبارک بھی زمین پر گرنے کے بجائے ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرے۔ (مسلم شریف جلد ۲، ص ۸۸۴)

اللہ تعالیٰ نے مقام ابراھیم کو اپنی نشانی قرار دیا ہے:۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ (سورہ آل عمران آیت ۹۶، ۹۷)

ترجمہ: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ۔ (کنز الایمان)

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی (سورہ بقرہ آیت ۱۲۵)

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (کنز الایمان)

وَقَالَ لَھُمْ نَبِیُّھُمْ اِنَّ اٰیَۃَ مُلْکِہٖٓ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ التَّابُوْتُ فِیْہِ سَکِیْنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَبَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ ھٰرُوْنَ تَحْمِلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ، اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ. (سورہ بقرہ آیت ۲۴۸)

ترجمہ: اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے، بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (کنز الایمان)

وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔ (سورہ لقمان، آیت ۱۵)

ترجمہ: اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔ (کنز الایمان)

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ۔ (سورہ بقرہ، آیت ۱۳)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں۔ (کنز الایمان)

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا۔ (سورہ بقرہ، آیت ۱۳۷)

ترجمہ: پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے۔ (کنز الایمان)

کتب سیر وتاریخ واقدی میں موئے مبارک کا مقام

صحابۂ کرام پس مرگ بھی موئے مبارک سے حصول برکت کے خواہاں تھے موئے مبارک سے سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے پناہ عقیدت تھی موئے مبارک کی برکت سے جنگ یرموک میں مسلمانوں کی فتح ہوئی۔

جنگ میں فتح کے لیے موئے مبارک کا توسل

موئے مبارک سے صرف عقیدت مند ہی مستفیض ہوتے ہیں۔

موئے مبارک کی توہین خسارۂ دنیا وعقبیٰ ہے۔

موئے مبارک کی برکت سے فتح ونصرت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) وَمِنْ اِعْظَامِهٖ وَاِكْبَارِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْظَامُ جَمِيْعِ اَسْبَابِهٖ وَمَالَمِسَهٗ اَوْعُرِفَ بِهٖ وَكَانَتْ فِيْ قَلَنْسُوَةِ خَالِدْبِنْ وَلِيْدٍرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ شَعْرَاتٌ مِنْ شَعْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ قَلَنْسُوَةٌ فِى بَعْضِ حُرُوْبِهٖ فَشَدَّعَلَيْهَاشِدَّةً اَنْكَرَعَلَيْهِ اَصْحَابُ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثْرَةٌ مَنْ قُتِلَ فِيْهَافَقَالَ لَمْ اَفْعَلْهَابِسَبَبِ الْقَلَنْسُوَةُ بَلْ لِمَاتَضَمَّنَتْهُ مِنْ شَعْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِئَلَّااُسْلُبَ بَرْكَتُهَاوَتَقَعُ فِيْ اَيْدِى الْمُشْرِكِيْنَ وَرَأَى اِبْنُ عُمَرَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَاوَاضِعًايَدَهٗ عَلٰى مَقْعَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِثُمَّ وَضَعَهَاعَلٰى وَجْهِهٖ (ملخصا)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور ﷺ سے کچھ علاقہ ہو یا حضور ﷺ کی طرف منسوب ہو، حضور نے اس کو چھوا ہو، حضور ﷺ کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہوان سب کی تعظیم کی جائے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے، کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گرگئی خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے لیے ایسا شدید حملہ فرمایا جس پر صحابۂ کرام نے انکار کیا اس لیے کہ اس سخت حملہ میں بہت مسلمان شہید ہوئے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرا یہ حملہ ٹوپی کے لیے نہ تھا بلکہ موئے مبارک کے لیے تھا کہ مبادا اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگیں، اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ منبر اطہر سید عالم ﷺ میں جو جگہ جلوس اقدس کی تھی اسے ہاتھ سے مس کر کے وہ ہاتھ اپنے منہ پر پھیرلیا۔ (شفا شریف، جلد۲، ص۴۴)

آثار شریفہ وموئے مبارک کی زیارت بندۂ مومن کے لیے دنیا وآخرت کی سعادت ورحمت کا ذریعہ ہے حضور ﷺ کی ذات مقدسہ سے نسبت رکھنے والی ہرشئی کی تعظیم وتوقیر ادب واحترام عین ایمان ہے ان میں ذرہ برابر فرق آجائے تو ایمان برباد ہوجاتا ہے۔ جزء کا احترام بھی کل کا احترام ہے۔ مذکورہ الماری پر موئے مبارک رکھنے میں مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ضیاء قادری پورنوی

کتبہ

خادم الافتاء والتدریس دار العلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرخیز احمد آباد گجرات

کیافرماتے ہیں مفتیان کرام مسائل ذیل میں (۱) مقلدین اور غیر مقلدین میں کیا فرق ہے دونوں فرقوں میں کون فرقہ حق پر ہے۔

(۲) ایک غیر مقلد قرآن شریف کا غلط ترجمہ چھپوا کر ''۱۰'' دس روپیہ میں بیچ رہا ہے اور مقلدین، مثلاً حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کو دھوکہ دے کر ان کے ہاتھ سے بیچ رہا ہے اس صورت میں مقلدین کو اپنے عقائد کی حفاظت کے لیے کیا کرنا چاہیئے اور غیر مقلدین کے مکروفریب سے بچاؤ کی کیا صورت ہے اور خریدا ہوا ترجمہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ محمد توفیق ومحمد شمشاد مرزا پور

باسمہ تعالیٰ وتوفیقہ

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

(۱) لفظ ہی سے فرق واضح ہے مقلد کا معنی تقلید کرنے والا اور غیر مقلد کا معنی جو تقلید نہ کریں۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی بھی امام کی پیروی کرنے والے کو مقلد کہتے ہیں جیسے امام ابوحنیفہ کے مقلدین کو حنفی، امام مالک کے مقلدین کو مالکی، امام شافعی کے مقلدین کو شوافع اور امام احمد بن حنبل کے مقلدین کو حنبلی کہا جاتا ہے۔ اور جو ان ائمہ مجتہدین کی تقلید کا انکار کرے اسے غیر مقلد کہا جاتا ہے۔ دونوں فرقہ میں سے مقلد ہی حق پر ہے اس لیے کہ یہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے مطابق عمل پیرا ہے اور غیر مقلدین کا شمار گمراہ بے دین مبتدعین ومرتدین ومنافقین میں ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے رسالہ انصاف میں لکھتے ہیں۔ اِنَّ الْاُمَّۃَ قَدِاجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّعْتَمِدُوْافِیْھَاذٰلِکَ عَلَی الصَّحَابَۃِ وَتَبْعُ التَّابِعُوْنَ اِعْتَمَدُوْاعَلَی التَّابِعِیْنِ وَکَذَافِیْ کُلِّ طَبْقَۃٍ اِعْتَمَدَالْعُلَمَاءَ عَلٰی مَنْ قَبْلَھُمْ (الانصاف فی الاختلاف) امت نے اجماع کرلیا ہے کہ شریعت کی معرفت میں سلف صالحین پر اعتماد کیا جائے تابعین نے اس معاملہ میں صحابہ کرام پر اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا ہر طبقہ میں علماء نے اپنے پہلے آنے والوں پر اعتماد کیا۔ کَوْنُ الْاِجْمَاعِ حُجَّۃً قَطْعِیَّۃً مَعْلُوْمٌ بِالضَّرُوْرَۃِ مِنَ الدِّیْنِ۔ (شرح مواقف جلد۱، ص؍۲۵۵) اجماع کا حجت قطعی ہونا ضروریات دین سے ہے۔ قَدْثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِاَنَّ الصَّحَابَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ عَمِلُوْابِالْقِیَاسِ وَشَاعَ وَذَاعَ ذَالِکَ فِیْمَابَیْنَھُمْ مِنْ غَیْرِ رَدوِاِنْکَارٍ۔ (کشف الاسرار جلد۳، ص؍۲۸۰) یعنی تواتر سے ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم قیاس پر عمل فرماتے تھے اور یہ ان میں مشہور ومعروف تھا جس پر کسی کو اعتراض وانکار نہ تھا۔ رَجُلٌ قَالَ قِیَاسُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ حَقٌ نِیستُ کُفْرٌ کَذَافِی التاتارخانیۃ (الفتاویٰ الہندیہ جلد۲، ص؍۲۷۱) جو شخص کہے کہ امام ابوحنیفہ کا قیاس حق نہیں وہ کافر ہوجائے گا۔ ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے رسالہ انصاف فی حدود الاختلاف میں تحریر کرتے ہیں۔ بَعْدَالْمِأتَیْنِ ظَھَرَفِیْھِمُ التَّمَذْھُبُ لِلْمُجْتَھِدِیْنِ بِاَعْیَانِھِمْ وَقَلَّ مَنْ کَانَ لَایَعْتَمِدُعَلٰی مَذْھَبِ مُجْتَھِدٍلَعَیْنِہٖ وَکَانَ ھٰذَاھُوَالْوَاجِبُ فِیْ ذَالِکَ الزَّمَانِ۔ (الانصاف ص؍۱۹) یعنی دوصدی کے بعد ایک مجتہد کا مذہب اختیار کرنا اہل اسلام میں شائع ہوا۔ کم کوئی شخص تھا جو ایک امام معین کے مذہب پر اعتماد نہ کرتا ہو اور اس وقت یہی واجب ہوا۔ وَبِالْجُمْلَۃِ فَالتَّمَذْھُبُ لِلْمُجْتَھِدِیْنَ سِرٌّ اَلْھَمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی الْعُلَمَاءَ وَجَمَعَھُمْ عَلَیْہِ مِنْ حَیْثُ یَشْعُرُوْنَ اَوْلَایَشْعُرُوْنُ۔ (الانصاف ص؍۲۰)

یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک مذہب کا اختیار کر لینا ایک راز ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے علماء کے قلوب میں القا فرمایا اور انھیں اس پر جمع کر دیا، چاہے اس راز کو سمجھ کر اس پر متفق ہوئے ہوں یا بے جانے ۔میاں نذیر حسین دہلوی اپنے فتاویٰ میں لکھتا ہے ۔جیسے ائمہ اربعہ کا قول ضلالت نہیں ہوسکتا ایسے ہی کسی مجتہد کا مذہب بدعت نہیں ٹھہر سکتا جو ایسا کہے وہ خبیث خود بدعتی احبار رو رہبان پرست ہے ۔صدیق بھوپالی غیر مقلد لکھتا ہے قیاس باطل واجماع بے اثر کل قیاس باطل اور اجماع بے اثر ہے ۔

تقلید شرعی سے کسی کو چھٹکارا نہیں یہاں تک کے مجتہد بھی مقلد ہوتا ہے اصول ثلاثہ کا قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ کا مجتہد کے سوا کسی کو بھی تقلید شخصی سے راہ فرار نہیں ۔تیسری صدی ہجری کے بعد آج تک کوئی مجتہد پیدا نہیں ہوا اگر چہ اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے ۔

درمختار وشامی میں ہے ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی پیروی واجب ہے اس کے برعکس اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کا پیروکار نہ ہوتو وہ غیر مقلد ہے مطلقا تقلید ائمہ فرض قطعی ہے تقلید ائمہ کا انکار گمراہی و بے دینی ہے ۔غیر مقلدین کا شمار گمراہ و بے دین نیز مرتدین وکفار میں ہے فرض قطعی کا انکار کفر ہے ۔

(۲) غیر مقلدین بے دین سے دور رہنے میں عافیت ہے لہذا ان سے بیع وشراسینوں کو روا نہیں ان کا ترجمہ شدہ قرآن کریم کا دیکھنا ،پڑھنا، سننا، غیر عالم کو جائز نہیں منع ہے ۔حدیث عمر در بار تورات شریف اگر کوئی عالم سنی بھائی بھولے سے لے لوٹا نا یا محفوظ جگہ میں دفن کر دینا واجب ہے ۔

امام احمد رضا خاں محقق بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا اس باب میں مفصل رسائل

(۱)ازالة العار بحجر الكرائم عن كلاب النار

(۲)السهم الشهابى علىٰ خداع الوهابى

(۳)النير الشهابى علىٰ تدليس الوهابى

(۴)اطائب الصيب علىٰ ارض الطيب

(۵)النهى الاكيدعن الصلوٰة وراء عدى التقليد

(۶)البارقة علىٰ مارقة الشارقه

(۷) امور عشرين درعقائدسنيين

(۸)سيف المصطفىٰ على اديان الافتراء

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ ص ر ۲۷/۲۹ ر رد غیر مقلدین والله تعالیٰ اعلم ۔

محمد ضیاء قادری پورنوی

کتبہ

خادم الافتاء والتد ریس دار العلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرخیز احمد آباد گجرات

طہارت

اور

حوض کا بیان

کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں حوض کی شرعی اعتبار سے چوڑائی لمبائی وگہرائی کتنی ہونی چاہیئے شرعی اعتبار سے پوراخلاصہ فرمادیں تاکہ شرعی اعتبار سے حوض بنوایاجائے۔اگرجگہ کی کچھ تنگی ہوتو گہرائی زیادہ کردینے سے حوض کے حکم میں آتاہےکیا؟تحریرفرمادیں۔فقط والسلام

المستفتی:۔مولانامحمدضیاءالرحمٰن خطیب وامام الواحدشاہ مسجدنورانی سوسائٹی جوہاپورہ احمدآباد

باسمہ تعالیٰ وتوفیقہ

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حوض کبیر کےحدوداربعہ کی مقدارکاشرعی خلاصہ

بڑے حوض یعنی دہ دردہ کی وضاحت یہ ہے کہ دس ہاتھ یعنی پندرہ فٹ لمبادس گزشرعی جوکہ چوبیس انگل کے برابر ہے یعنی ایک سواسی انچ (١٨٠) چوڑا، یاتیس فٹ لمبا، ساڑھے سات فٹ چوڑایایوں ہی پچیس ہاتھ لمبا، چارہاتھ چوڑا۔اوراگرگول ہوتواس کی گولائی تقریباً چون فٹ سے کم نہ ہو۔غرض کل لمبائی وچوڑائی کم ازکم سوہاتھ ہو، اگرگہرائی اتنی ہوکہ پورے سوہاتھ کی مقدارمیں زمین کہیں سے کھلی نہ ہو، بوقت ضرورت گہرائی بڑھادیں کہ استعمال کے لیے پانی کم نہ ہو یہ دہ دردہ کی کیفت ہے ایسے بڑے حوض کاپانی بہتے حوض کے حکم میں ہے کہ اس میں وضو کے لیے ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل نہ ہوگااورنجاست پڑنے سے پانی ناپاک بھی نہ ہوگاجب تک کہ نجاست کی وجہ سے رنگ وبویامزہ نہیں بدلے۔

الحاصل حوض دہ دردہ کے لیے پانی کی سطح بالا کی مساحت سوہاتھ ہوشرعاًاعتبار پانی کی مساحت کاہےاورحوض کامربع ہوناضروری نہیں صرف سوہاتھ کی مساحت درکارہےعمق کااصلاًلحاظ نہیں، گہرائی کااعتبارنہیں خواہ زائدہی کیوں نہ ہو۔لہٰذاجگہ کی تنگی ہواوراگرزیادہ کرنے کے بجائے مثلث یامدوّرحوض بنائے یعنی گول یاترچھاتو بھی جائزہے۔جس کی معلومات کے لیےفتاویٰ رضویہ مترجم جلددوم ص ٢٨٥ دیکھیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

محمدضیاءقادری پورنوی

کتبہ

خادم الافتاءوالتدریس دارالعلوم حضرت سیدناصدیق اکبررضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرخیزاحمدآبادگجرات

نماز کا بیان

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید جو امامت کے مقام پر فائز ہیں، اتفاق کی بات یہ ہے کہ خطبہ جمعہ میں اول ہی خطبہ پڑھ کر جمعہ کی نماز کے لیے جماعت کھڑی کردی اور نماز بھی پڑھادی اور دعا وغیرہ سے بھی فارغ ہوگئے۔

بعدہ کچھ مقتدیوں نے اعتراض کیا کہ خطبہ ثانی آپ نے نہیں پڑھا اس لیے نماز نہیں ہوئی تو پھر سے زید نے خطبۂ جمعہ اول وثانی پڑھا اور دوبارہ نماز پڑھائی۔ خلاصہ وضاحت فرمادیں تاکہ تشویش دور ہوجائے۔ فقط والسلام

المستفتی:۔ محمد ریاض الدین سرخیز احمد آباد

باسمہ تعالیٰ وتوفیقہ

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جمعہ کے لیے مطلقاً خطبہ فرض ہے جو اول خطبہ بلکہ الحمد للہ کہنے سے ادا ہوجاتا ہے اور دو خطبہ ہونا سنت ہے۔ درمختار میں ہے وَالرَّابِعُ اَلْخُطْبَةُ وَكَفَتْ تَحْمِيْدُهُ اَوْتَحْلِيْلُهُ اَوْتَسْبِيْحُهُ وَيَسُنُّ خُطْبَتَانِ۔ جب زید نے اول خطبہ پڑھ کر جماعت قائم کی تو فرض ادا ہوگیا، صرف ترک سنت پر اعادۂ صلوٰۃ واجب نہیں۔ لہٰذا مقتدیوں کو چاہیئے تھا کہ پہلے مسئلہ معلوم کرتے نہ کہ بے علم عدم صحت نماز اور دہرانے کا حکم دیتے، اولاً ہی فرض ذمہ سے ساقط ہوگیا دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہ تھی اعادہ شدہ نماز نفل کے زمرہ میں شامل ہوگی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ضیاء قادری پورنوی

خادم الافتاء والتدریس دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرخیز احمد آباد گجرات

محترم مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ علمائے اہلسنت کے بتائے ہوئے عقائد کے لحاظ سے جن لوگوں کے عقائد باطل ہیں مثلاً وہابی، دیوبندی، تبلیغی جماعت وغیرہ تو کیا ان کی اقتدا میں پڑھی گئی نماز درست ہوگی؟ اگر نہیں تو کیوں؟ تفصیلی جواب مع دلائل وبراہین مطلوب ہے۔ نیز جو شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے اور ان کی اقتدا کو درست جانے اس کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟

برائے کرم مذکورہ بالا سوالوں کے جواب قلمبند فرما کر بندۂ عاجز کو ممنون ومشکور فرمائیں! عین نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔ الحاج سید یاسین باپو سرخیز احمد آباد

بتاریخ ۳۱؍اگست ۲۰۱۶ء بروز بدھ

باسمه تعالیٰ وتوفیقه

الجواب بعون الصملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

بلاشبہ وہابی، دیوبندی، تبلیغی تمام بدمذہب غیر مقلدین کے پیچھے نماز مکروہ وممنوع ولازم الاحتراز ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ امام ابن حبان حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ فَلَاتُوَاکِلُوْھُمْ وَلَاتَشَارِبُوْھُمْ وَلَاتُصَلُّوْاعَلَیْھِمْ وَلَاتُصَلُّوْامَعَھُمْ ۔ ترجمہ:۔ نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو (کنز العمال ص؍۵۴۰)

امام ابن ماجہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَایُؤُمُّوْافَاجِرٌمُؤْمِنًااِلَّااَنْ یُّقَھِّرَہٗ بِسُلْطَانٍ یُخَافُ سَیْفَہٗ اَوْسَوْطَہٗ ۔ ترجمہ:۔ ہرگز کوئی فاسق کسی مسلمان کی امامت نہ کرے مگر یہ کہ وہ اس کو بزور سلطنت مجبور کردے کہ اس کی تلوار یا کوڑے کا ڈر ہو (سنن ابن ماجہ ص؍۷۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کرو فاسقوں کی بغض سے اور ان سے ترش رو ہو کر ملو اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ان کی ناراضگی میں ڈھونڈو اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی ان کی دوری سے چاہو (مسند الفردوس جلد ۲، ص؍۵۶)

مذکورہ تمام باطل گروہ سے جن کے عقائد حد کفر کو محیط ہو ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ جیسے کسی یہودی کے پیچھے، امام ابن ہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ خَلْفَ اَھْلِ الْاَھْوَاءِ لَاتَجُوْزُ ۔ ترجمہ:۔ بدمذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (فتح القدیر جلد ۱، ص؍۳۰۴)

علامہ شامی لکھتے ہیں۔ اَلْمُبْتَدِعُ تُکْرَہُ اِمَامَتُہٗ بِکُلِّ حَالٍ (ردالمحتار جلد ۱؍ص؍۴۱۴) بدعتی کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے۔

علامہ ابراہیم حلبی لکھتے ہیں ۔ یُکْرَہُ تَقْدِیْمُ الْفَاسِقِ کَرَاھَۃً تَحْرِیْمٌ وَعِنْدَمَالِکٍ لَایَجُوْزُتَقْدِیْمُہٗ وَھُوَرِوَایَۃٌ عَنْ اَحْمَدَوَکَذَاالْمُبْتَدِعُ ۔(صغیری حلبی شرح منیۃ المصلی ص ۲۶۴) فاسق کی تقدیم (امامت) مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک کے نزدیک اس کی امامت جائز ہی نہیں اور امام احمد سے بھی ایک روایت یہی ہے اور یہی حال بدعتی کا ہے۔

فاسق اور گمراہ کی تعظیم وتکریم حرام ہے اسی لیے ان کی اقتداء بھی ناجائز وحرام ہے حدیث شریف میں ہے ۔ مَنْ وَقَّرَصَاحِبَ بِدْعَۃٍ فَقَدْاَعَانَ عَلٰی ھَدْمِ الْاِسْلَامِ ۔ ترجمہ:۔ جس نے بدمذہب کی تعظیم کی اس نے دین کے ڈھانے میں مدد کی (مشکوٰۃ شریف ص ۳۱)

جو وہابی کو وہابی جان کر اس کے پیچھے نماز پڑھے اگر وہابی کو قابل امامت مانتا ہے تو وہ خود وہابی ہے ورنہ اپنی نماز کو باطل کرنے والا اور فاسق معلن ہے ۔ اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَایُضِلُّوْنَکُمْ وَلَایُفْتِنُوْنَکُمْ ۔ ترجمہ:۔ یعنی بدمذہب سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ گمراہ نہ کردے اور کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دے ۔ (مسلم شریف جلد اول ص ۱۰) من شاء التفصیل فلیراجع الی الفتاویٰ الرضویہ والامجدیہ

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا رسالہ مبارکہ ''النھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید'' مشمولہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم قدیم وجلد ششم جدید مطالعہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد ضیاء قادری پورنوی

خادم الافتاء والتدریس دار العلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرخیز احمد آباد گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کہ صلوٰۃ الاوابین کی جماعت ہوسکتی ہے یانہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر مشکور ہوں۔

المستفتی:۔محمد رفیق عثمانی، خانپور، احمد آباد گجرات

الجواب بعون الملک الوھاب

جماعت نوافل میں ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب معلوم ومشہور اور عامۂ کتب فقہ میں مذکور ومسطور ہے۔ کہ بلا تداعی مضائقہ نہیں اور تداعی کے ساتھ مکروہ تنزیہی۔تداعی ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا اوراسے کثرت جماعت لازم عادی ہے، اس کی تحدید امام نسفی وغیرہ کافی شرح وافی میں یوں فرمائی کہ امام کے ساتھ ایک دو شخص تک بالاتفاق بلاکراہت جائز اورتین میں اختلاف اور چار مقتدی ہوں تو مکروہ، یہ تحدید امام شمس الائمہ سے منقول ہے کافی کی عبارت یہ ہے لَایُصَلِّی تَطَوَّع بِجَمَاعَةٍ اِلَّاقِیَامَ رَمَضَانَ وَعَنْ شَمْسِ الْاَئِمَّةِ اَنَّ التَّطَوَّعَ بِالْجَمَاعَةِ اِنَّمَایُکْرَہُ اِذَاکَانَ عَلیٰ سَبِیْلِ التَّدَاعِیْ اِمَّا لَوِاقْتَدیٰ وَاحِدٌبِوَاحِدٍ اَوِاثْنَانِ بِوَاحِدٍلَایُکْرَہُ وَاِذَااقْتَدیٰ ثَلٰثَةٌ بِوَاحِدٍاِخْتَلَفَ فِیْهِ وَاِنْ اِقْتَدیٰ اَرْبَعَةٌ بِوَاحِدٍ کُرِہَ اِتِّفَاقًا (خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۱ ص ۱۵۳، الفصل الخامس عشر فی الامامۃ والاقتداء)

اوراصح یہ ہے کہ تین مقتدیوں میں بھی کراہت نہیں۔طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔قولہ اِخْتَلَفَ فِیْهِ وَالْاَصَحُّ عَدَمُ الْکَرَاھَةِ۔(طحطاوی،ص ۳۸۶) مگر انہیں امام شمس الائمہ سے خلاصہ وغیرہ میں یوں منقول کہ تین مقتدیوں تک بالاتفاق کراہت نہیں چار میں اختلاف ہے اور اصح کراہت۔

اَصْلُ ھٰذَااَنَّ التَّطَوُّعَ بِالْجَمَاعَةِ اِذَاکَانَ عَلیٰ سَبِیْلِ التَّدَاعِیْ یُکْرَہُ فِی الْاَصْلِ لِلصَّدْرِ الشَّھِیْدِاَمَّااِذَاصَلّٰی بِجَمَاعَةٍ بِغَیْرِاَذَانٍ وَاِقَامَةٍ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِلَایُکْرَہُ وَقَالَ شَمْسُ الْاَئِمَّةُ الْحَلْوَانِیُ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْهِ اِنْ کَانَ سِوَی الْاِمَامِ ثَلٰثَةٌ لَایُکْرَہُ بِالْاِتِّفَاقِ وَفِی الْاَرْبَعِ اِخْتَلَفَ الْمَشَائِخُ وَالْاَصَحُّ اَنَّهٗ یُکْرَہُ (خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۱ ص ۱۵۴) بالجملہ دو مقتدیوں میں بالاجماع جائز اور پانچ میں بالاتفاق مکروہ اور تین وچار میں اختلاف نقل ومشائخ۔اوراصح یہ کہ تین میں کراہت نہیں چار میں کراہت ہے تو مذہب مختار یہ نکلا کہ امام کے سوا چار یا زائد ہوں تو کراہت ہے ورنہ نہیں، ولہٰذا درروغرر پھر درمختار میں فرمایا۔

یُکْرَہُ ذٰلِکَ لَوْعَلیٰ سَبِیْلِ التَّدَاعِیْ بِاَنْ یَقْتَدِیَ اَرْبَعَةٌ بِوَاحِدٍ۔اگر نفل کی جماعت عَلیٰ سَبِیْلِ التَّدَاعِیْ ہو بایں طور کہ چار آدمی ایک کی اقتدا کریں تو مکروہ ہے۔(درمختار جلد ۱ ص ۹۹) پھر اظہر یہ کہ یہ کراہت صرف تنزیہی ہے۔یعنی خلاف اولیٰ کیونکہ یہ طریقہ توارث کے خلاف ہے نہ تحریمی کہ گناہ وممنوع ہو، ردالمحتار میں ہے۔فِی الْحِلْیَه الظَّاھِرُاَنَّ الْجَمَاعَةَ فِیْهِ غَیْرُ مُسْتَحَبَّةٍ ثُمَّ اِنْ کَانَ ذٰلِکَ اَحْیَانًاکَانَ مُبَاحًاغَیْرَمَکْرُوْہٍ وَاِنْ کَانَ عَلیٰ سَبِیْلِ الْمُوَاظِبَةِ کَانَ بِدْعَةٌ مَکْرُوْھَةٌ لِاَنَّهٗ خِلَافُ الْمُتَوَارِثِ وَیُؤَیِّدُاَیْضًامَافِی الْبَدَائِعِ مِنْ قَوْلِهٖ اِنَّ الْجَمَاعَةَ فِی التَّطَوُّعِ لَیْسَتْ بِسُنَّةٍ اِلَّافِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ فَاِنَّ نَفْیَ السُّنَّةِ لَایَسْتَلْزِمُ الْکَرَاھَةَ ثُمَّ اِنْ کَانَ مَعَ الْمُوَاظِبَةِ کَانَ بِدْعَةٌ فَیُکْرَہُ وَفِیْ حَاشِیَةِ الْبَحْرِ لِخَیْرِالدِّیْنِ الرَّمْلِیْ وَالنَّفْلُ

بِالْجَمَاعَةِ غَیْرُ مُسْتَحَبٍّ لِاَنَّہٗ لَمْ تَفْعَلْہُ الصَّحَابَۃُ فِیْ غَیْرِ رَمَضَانَ ۔وَھُوَ کَالصَّرِیْحِ فِیْ اَنَّھَا کَرَاھَۃُ تَنْزِیْہٌ تَامَّلْ ......الخ۔ (مختصراً شامی جلد۲ص؍۴۳۶)

حلیہ میں ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ نفل میں جماعت مستحب نہیں، پھر اگر کبھی کبھی ایسا ہوتو یہ مباح ہے مکروہ نہیں اور اس میں دوام ہوتو طریقہ متوارث کے خلاف ہونے کی وجہ سے بدعت مکروہ ہے اس کی تائید بدائع کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ جماعت قیام رمضان کے علاوہ نوافل میں سنت نہیں۔امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان۔شامی کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔فَاِنَّ کُلَّ نَفْلٍ یَجُوْزُ بِجَمَاعَةٍ مَالَمْ یَکُنْ عَلیٰ سَبِیْلِ التَّدَاعِیْ مَعَ اَنَّ الْاَفْضَلَ فِیْہِ الْبَیْتُ وِفَاقاً ۔(جدالممتار جلد۳ص؍۵۰۳) نفل کی ادائیگی گھر میں افضل ہے اور جماعت تین یا تین سے کم کی ہوتو جائز ہے، تین سے زائد ہوں تو مکروہ تنزیہی، جوخلاف اولیٰ ہے

لہٰذا غیر رمضان میں نفل کی جماعت بطور تداعی مکروہ ہے جس سے بچنا مستحب ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد ضیاء قادری پورنوی

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

خادم الافتاء دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرخیز۔احمد آباد۔گجرات

احکام مسجد

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ مساجد میں کبوتر اور دیگر پرندے اپنا گھونسلہ بناتے ہیں جس کی وجہ سے اکثر مسجد بیٹ کی وجہ سے گندی ہوجاتی ہے دریافت امر یہ ہے کہ مسجد کا احترام کرنے کے لئے گھونسلہ کو نکال دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) وجود میں یہ باتیں آتی ہیں کہ ہم اولاد صدیقی ہیں۔تم اولاد فاروقی ہو، ہم اولاد علوی ہیں، لیکن کیا یہ بات وجود میں ہے کہ ہم اولاد عثمان ہیں ایسا کیوں نہیں ہے؟ وجہ تسمیہ بیان فرمادیں۔

فقط والسلام

المستفتی ڈاکٹر محمد صادق قریشی نقشبندی مجددی عثمانی

ناظم اعلیٰ دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخیز احمد آباد

باسمہ تعالیٰ وتوفیقہ

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

(۱) کبوتر اور چمگاڈر وغیرہ کے گھونسلے مسجد کی صفائی کے لیے نوچنے میں حرج نہیں۔درمختار جلد اول ص ۹۴۷ میں ہے:۔لَابَـأسَ بِـرَمْـيِ عَشِّ خُفَّاشٍ وَحَمَامٍ لِتَنْقِيَتِهٖ ۔فَلَايُخَـالِفُ مَارُوِىَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،اَقَرُّوْالطَّيْرَعَلٰى مَكَانَتِهَالِاَنَّ اَلتَّنقِيَه مَطْلُوْبَةٌ فِىْ الْمَسْجِدِفَالْحَدِيْثُ مَخْصُوْصٌ بِغَيْرِالْمَسَاجِدِ.

وضاحت: اور جو حدیث شریف میں مروی ہے کہ پرندوں کو ان کے آشیانے میں رہنے دو بھگاؤ نہیں یہ حکم غیر مساجد کیساتھ خاص ہے۔

احتیاط: اگر مسجد یا نمازیوں کو کبوتر اور اس کے مماثل دیگر پرندے سے کوئی خلل یا حرج شرعی نہ ہو تو نکالنا بہتر نہیں۔

صورت جواز: مسجد کی صفائی کے لیے پرندوں کا گھونسلہ نکال دینا جائز ہے۔**واللہ تعالیٰ اعلم**

(۲) الحمد للہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کا نسب و نسل مبارک آج تک جاری وساری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قرب قیامت تک باقی رہے گا انھیں کے طفیل چاروں سلاسل حقہ کا شجرہ وثمرہ عام وتام ہے۔ہندوستان جنت نشان کا مشہور علمی مرکز، خانقاہ قادریہ عثمانیہ بدایوں شریف کے تمام اکابر واصاغر، نسباً عثمانی ہیں، مثلاً حضرت شاہ عبدالمجید عثمانی حضرت سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی۔ان کے بیٹے حضرت تاج الفحول علامہ عبدالقادر وعبدالقدیر عثمانی بدایونی علیھم الرحمہ والرضوان اور بطل حریت مجاہد تحریک آزادی حضرت علامہ فیض احمد عثمانی بدایونی، نیز حرمین طیبین زادھما اللہ تعالیٰ شرفا وتعظیما میں شجرۂ عثمانی شعرا یمانی شاد وآباد ہے واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ضیاء قادری پورنوی

کتبہ

خادم الافتاء والتدریس دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرخیز احمد آباد گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) ایک زمین میرے والد غلام محمد کی تھی اس نے ۲۰۱۲ میں وصیت نامہ لکھا کہ میرے مرنے کے بعد یہ زمین برکت اور فیاض کی ہوگی، وہ زمین اب تک والد ہی کے قبضے میں تھی اس نے اس زمین پر مسجد بنانے کے لئے اپنی اولاد سے مشورہ کیا۔ اولاد نے باپ کے ڈر سے مسجد بنانے کی اجازت دیدی اور ڈیڑھ ماہ قبل اس زمین میں مسجد بنائی گئی اور اب باضابطہ اذان واقامت کے ساتھ جماعت ہورہی ہے مشورہ کے وقت یہ بھی کہا گیا تھا کہ ایسا نہ ہوکی مسجد کی وجہ سے آپ کے مرنے کے بعد فتنہ ہو، بعد میں فتنہ کیا ہوگا کہ ابھی ہی فتنہ شروع ہوگیا ہے، نوبت یہاں تک آگئی ہے کے بیٹوں کے درمیان اور باپ سے اور دوسرے مقتدیوں کے درمیان قتل وغارت گری ہوجائے۔ حالات سے تنگ آکر میری اماں نے ابا سے کہا کہ تیرا باپ جہنم میں جائے گا۔ ان حالات میں اس زمین پر مسجد کو باقی رکھنا ضروری ہے یا فتنہ فساد کیلئے زمین خالی کرنا جائز ہے۔ شریعت کی روشنی میں جواب دیں۔

(۲) کیا یہ ممکن ہے کہ اس کے عوض دوسری جگہ زمین دیں متنازع فیہ زمین کو خالی کرلیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد ذاکر حسین، الحبیب نگر الحمد مسجد کے سامنے، نیازی ٹی اسٹول نارول احمد آباد

باسمہ تعالیٰ وتوفیقہ

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اللہ عزوجل قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمۡ یَخۡشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُھۡتَدِیۡنَ ۔ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۸) مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ عزوجل اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور خدا کے سوا کسی اور سے نہ ڈرے بیشک وہ راہ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے۔ رہبر کونین سلطان دارین ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنۡ بَنٰی لِلّٰہِ مَسۡجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّۃِ۔ (حدیث شریف) جو خالصاً لوجہ اللہ الکریم مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں محل تعمیر فرماتا ہے۔

(۱) وصیت کا نفاذ بعد موت ہوتا ہے زندگی میں حسب منشاء تصرفات کا اختیار باقی رہتا ہے وصی جب اپنے مال سے وصیت نافض کرے تو اسے حق رجوع حاصل ہے۔ جو حصۂ زمین ایک بار مسجد ہوگیا وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گا اس کو اپنے کسی تصرف مین لانا حرام ہے۔ مسجد کو باقی اور آباد رکھنا واجب وضروری ہے۔ لہٰذا مذکور فی السوال مسجد کو باقی رکھنا لازم اور زمین کو خالی کرنا ناجائز وحرام ہے۔ فتنہ وفساد شیطانی خیالات ہیں، ہم سب کو واحد قہار کے غضب وجلال سے بچنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق بخشے آمین۔ والدہ کا والد کو جہنمی کہنا خلاف شرع ہے کسی کو بلاوجہ شرعی جہنمی کہنا قطعاً ناروا اور حقوق العباد کی خلاف ورزی ہے لہذا والدہ کو چاہئے کہ والد سے معافی مانگے اور دل میں خوف خدا رکھے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا اور مسجد کی جگہ راستہ ومکان یا دوکان بنانا حرام ہے۔ بلاضرورت مسجد کو توڑنا اور اس کو بدلنا حرام ہے

جب ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لے جانا ممنوع ہے تو پوری مسجد کو اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کرنا کس طرح روا ہوگا اگر یہ ممکن وجائز ہوتا تو بابری مسجد کا مسئلہ کب ہی حل ہو گیا ہوتا بلا وجہ شرعی شریعت مطہرہ میں اس کی گنجائش نہیں **واللہ تعالیٰ اعلم ھذاماتیسرلی والعلم بالحق عندربی وھویھدی السبیل. وھوحسبی ونعم الوکیل۔**

کتبہ
محمد ضیاء قادری پورنوی
خادم الافتاء والتدریس دار العلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سرخیز احمد آباد گجرات

روزہ کا بیان

کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام ذیل کے مسئلہ کے بارے میں (۱) روزے کی حالت میں گلوکوز یاانسولین لینا جائز ہے یانہیں۔؟

(۳) کیا گوشت یارگ میں روزے کی حالت میں انجکشن دے سکتے ہیں؟

(۲) بصورت عدم جواز اگر مریض کے خون میں شکر کی تعداد نارمل سطح سے بہت زیادہ کم ہوجائے اور گلوکوز یاانسولین لینا ضروری ہوجائے تو کیا اسے روزہ توڑنے کی رخصت ہوگی اوراس پر گناہ ہوگا یانہیں۔

اس طرح کہ مریض کیلئے ایام رمضان شریف میں روزہ نہ رکھنے اور دیگر ایام میں قضا کرنے کی رخصت کہاں تک ہوسکتی ہے۔

نوٹ۔ان سوالوں کے جوبات سے پہلے یہ بات پیش نظر رہے کہ ہمارے فقہائے کرام فرماتے ہیں۔اگرکوئی ایسا مریض ہے جوروزہ نہیں رکھ سکتا یاروزہ اسے ضرر ہوگا یامرض پڑھے گا یادیر میں اچھا ہوگا اوراس کی علامت ظاہر ہو یہ بات تجربہ سے ثابت ہو یامسلم طبیب حاذق غیر فاسق کے بیان سے معلوم ہوتو جتنے دنوں تک یہ حالت رہے اسے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور بعد صحت اسکی قضا کرے اس صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔ **فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلاَ يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ** (پارہ۲/آیت۱۸۵)

ترجمہ۔توتم میں جوکوئی یہ مہینہ پائے توضرور اس کے روزہ رکھے اور جو بیمار یاسفر میں ہوتو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے اللہ تعالیٰ تم پرآسانی چاہتا ہے اورتم پر دشواری نہیں چاہتا (کنزالایمان) مفصل جوابات سے نوازیں۔

المستفتی: مولانا محمد اسلم عثمانی

صدرالمدرسین دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخیز احمد آباد

تاریخ ۲۲ فروری ۲۰۱۶ء

الجواب بعون الملک الوھاب

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔(سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۸۵) (۱) روزہ کی حالت میں گلوکوز یاانسولین لینا جائز ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا بشرطیکہ یہ دوائیں کسی عذر کیوجہ سے لگائی جائے۔بلاعذر گلوکوز چڑھانا مکروہ ہے۔گلوکوز یاانسولین سوئی کے ذریعہ سے گوشت یارگ میں چڑھانے سے جوف دماغ یاشکم تک نہیں پہونچتی۔ کے اندر دواسرایت نہیں کرتی۔**واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

(۲) جب فقہی وطبی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ گلوکوز چڑھانا یاانسولین لینا مفسد صوم کی حد میں داخل نہیں تو ایسے مریض کوروزہ توڑنے کی کوئی وجہ نہیں اگر کوئی مریض بیماری بڑھنے کے خوف سے روزہ توڑ دے تو اس پر قضاء ہے کفارہ نہیں، مریض

ومعذورکوبقدرضرورت تاوقت افاقۂ مرض شفاوصحت تخفیف وافطار کی رخصت دی جائیگی اگرچہ ازالۂ مرض کی مدت موت تک ہولیکن جب مرض وعذر ختم ہوجائے اور آرام مل جائے تو جتنا جلد ہوسکے روزے کی قضالازم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) تحقیق یہ ہے کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔عذر یا کمزوری کی وجہ سے گوشت یارگ میں انجکشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر بلاضرورت طاقت کا انجکشن لگوانے سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے۔گلوکوز کا بھی یہی حکم ہے۔درمختار مع شامی جلدسوئم صفحہ ۳۴۸ میں ہے اَلضَّابِطُ وَصُوْلُ مَافِيْهِ صَلَاحُ بَدَنِهٖ اِلٰى جَوْفِهٖ ۔ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ جماع اوراس کے ملحقات کےعلاوہ روزہ کوتوڑنے والی وہ دوا اورغذا ہے جومسامات اوررگوں کےعلاوہ کسی منفذ سے دماغ یاپیٹ میں پہونچے۔ردالمحتار جلد۳ رصفحہ ۳۳۲ میں ہے۔اَلَّذِیْ ذَکَرَهُ الْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّ مَعَنَى الْمُفْطِرِوَصُوْلُ مَافِيْهِ صَلَاحُ الْبَدَنِ اِلَى الْجَوْفِ اَعَمٌّ مِنْ كَوْنِهٖ غِذَاءً اَوْدَوَاءً ۔عالمگیری جلد۱،ص، ۲۰۳ میں ہے۔اَكْثَرُالْمَشَائِخِ عَلٰى اَنَّ الْعِبْرَةَ لِلْوَصُوْلِ اِلَى الْجَوْفِ وَالدِّمَاغِ ۔ان سب عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ غذااوردوااسی وقت روزہ توڑے گی جب دماغ یاپیٹ تک کسی منفذ سے پہونچے بلکہ بعض علماء نے صرف منفذتک پہونچنے پراکتفافرمایاہےان کی تحقیق پردماغ سے پیٹ تک براہ راست تعلق ہے۔شامی جلد۳،ص،۳۳۶ میں بحرالرائق کے حوالہ سے ہے۔

اَلتَّحْقِيْقُ اَنَّ جَوْفَ الرَّاسِ وَجَوْفَ الْمِعْدَةِ مُنْفِذًااَصْلِيًّافَمَاوَصَلَ اِلٰى جَوْفِ الرَّاسِ يَصِلُ اِلٰى جَوْفِ الْبَدَنِ ۔مسامات اوررگوں کی وساطت کےبغیر پہونچنے کی قیداس لیے لگائی گئی ہے کہ عامہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ اگردماغ یاپیٹ کے زخم میں دواڈالی توروزہ اس وقت ٹوٹے گا جب کہ دوازخم کے شگاف سے درحقیقت دماغ اور پیٹ میں پہونچ جانے کاظن غالب ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد ضیاء قادری پورنوی

کتبـــہ

خادم التدریس دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخیز احمد آباد

۲۶ رفروری ۲۰۱۶ء بروز جمعہ مبارک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ، حالت روزہ میں زید نے بکر کو گل کرتے دیکھا تو زید نے منع کیا اور کہا یہ مکروہ ہے، منع کرنے پر بکر نے کہا، مکروہ ہی تو ہے روزہ تو نہیں ٹوٹتا۔

دریافت امر یہ ہے کہ حالت روزہ میں گل کرنا، برش کرنا اور تمبا کو کھانا کیسا ہے؟ بکر پر از روئے شرع کیا حکم عائد ہوگا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا وتوجروا۔

المستفتی:۔محمد وسیم رضا

صدر: تنظیم عاشقان مصطفےٰ، شاہ پور بازار، تھانہ گوالپوکھر، ضلع اتر دیناجپور، بنگال

الجواب بعون الملک الوھاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمتہ والرضوان اپنے فتاویٰ کے باب مفسدات صوم میں فرماتے ہیں، تمبا کو جیسی کھائی جاتی ہے وہ اگر منھ میں ڈالی جائے گی تو یقیناً اس کا جرم لعاب کے ساتھ حلق میں جائے گا۔ تمبا کو روزہ کو فاسد کر دیگا اور اگر کوئی حالت روزہ میں تمبا کو عمداً کھائے تو روزہ کی قضا کے ساتھ کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا، روزہ میں منجن ملنا نا چاہیئے۔ منجن نا جائز وحرام نہیں جب کہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جز وحلق میں نہ جائے گا مگر بے ضرورت صحیحہ کراہت ضرور ہے درمختار جلد اص ۱۵۲ میں ہے۔ کَرِہَ لَہٗ ذُوْقُ شَیْئٍ .الخ ۔ روزہ دار کو شئی کا چکھنا مکروہ ہے۔ (ملتقطاً فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۱۰ ص ۴۸۶/۵۱۱/۵۵۱)

ایسی چیزیں جو بطور عادت کے لوگ استعمال کرتے ہیں جیسے پان، چھالیا، نسوار حقہ، بیڑی، سگریٹ، تمبا کو، سرتی، گل اور گڑاکو، قصداً ان کے ادخال سے روزہ ٹوٹ جائے گا اگر چہ استعمال کرنے والا اپنے خیال میں یہ سمجھے کہ حلق کے نیچے کچھ نہیں گیا۔ کہ حسب تشریح بہار شریعت باریک اجزاء ضرور حلق میں اتر جاتے ہیں انسان اسے حلق میں جانے سے روکنے کی لاکھ کوشش کرے ان چیزوں کی چونکہ شدید خواہش ہوتی ہے اس لیے منھ اور حلق سے اتر گئے تو عضلات اضطراراً بھی اسے نگل لیتے ہیں۔ منجن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے باریک اجزاء حلق سے اتر گئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور نہ اترے تو نہ ٹوٹے گا البتہ ایسی چیزوں کو منہ میں رکھنا روزہ کو مکروہ کر دے گا منجن سے برش کا استعمال روزہ کی حالت میں مکروہ ہے تاہم اگر اس کا اثر حلق میں نہ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ فتاویٰ رضویہ میں تمبا کو جسے کھینی کہا جاتا ہے منہ میں رکھنے کو روزہ توڑنے والا بتایا ہے گل بھی اسی سے بنتی ہے کھینی کی طرح اس کا بھی لوگ استعمال کرتے ہیں اس لیے اس کا استعمال بھی روزہ کو توڑ دیتا ہے۔

لہٰذا بکر روزے کی حالت میں جتنے دنوں تک گل کیا اتنے روزے کی قضا اس پر لازم ہے۔ بکر بے فکر آئندہ ایسی حرکت سے گریز کرے۔

کتبہ

محمد ضیاء قادری پورنوی

خادم التدریس دار العلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخیز احمد آباد

۲۶/فروری ۲۰۱۶ء بروز جمعہ مبارک

حج وعمرہ کا بیان

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) حج کی فرضیت کس عمر میں شرعی اعتبار سے نافذ ہوتی ہے؟

(۲) آج کل عمرہ کے لیےلوگ کثرت سے مکہ شریف جارہے ہیں ساتھ ہی ساتھ چھوٹے بچے کوبھی لیے جاتے ہیں اور غلاظت سے بچانے کے لیے پیمپرس (Pampers) (حفاظت نجاست والالباس) استعمال کراتے ہیں۔ کیا یہ صورت حرم شریف کے اندر جو والدین کرتے ہیں شرعی اعتبار سے درست ہے وضاحت فرمادیں۔؟

(۳) بعض لوگوں کو بھی سلسل البول ودیگر بیماریاں ہوتی ہیں کیا پیمپس کیطرح وہ بھی نجاست سے حفاظت کے لیے عضومخصوص پر پلاسٹک کی تھیلی کا استعمال کرسکتے ہیں جبکہ وہ حج کے فرائض کی ادائیگی کے لیے صاحب استطاعت ہیں شرعاً ان کے لیے کیا حکم ہے۔؟

(۴) سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک موقع پر مسجد ضرار کوڈھادینے کا حکم صحابۂ کرام کوفرمایا اس کی پوری وضاحت کردیں۔؟

فقط والسلام

المستفتی: ڈاکٹر محمد صادق قریشی نقشبندی مجددی عثمانی

ناظم اعلیٰ دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخیز احمد آباد

باسمہٖ تعالیٰ وتوفیقہ

الجواب بعون اللہ الملک الوھاب

حج فرض ہونے کی عمر

(۱) حج فرض ہونے کے لیے شرعاً کوئی خاص عمر مقرر نہیں، بالغ ہونا شرط ہے۔

بعد بلوغ: جب انسان حوائج اصلیہ کے علاوہ، مصارف حج کی استطاعت رکھے تو اس پر حج اسی وقت سے فرض ہوجاتا ہے فرضیت حج کے پانچ شرائط ہیں: ۱۔اول بلوغ۔ بچے پر فرض نہیں کرے گا تو نفل ہوگا اور ثواب اسی کے لیے ہے باپ مربی وغیرہ تعلیم وتربیت کا اجر پائیں گے یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ بچوں کی عبادت کا ثواب ماں باپ پاتے ہیں انھیں نہیں ہوتا غلط ہے بلکہ عبادت کا ثواب بچے کو اور تعلیم وتربیت کا ثواب والدین کو ملتا ہے پھر بعد بلوغ۔ جب شرطیں جمع ہوں گی تو اس پر حج فرض ہوجائے گا بچپن کا حج کافی نہ ہوگا۔ مراہق اور سمجھدار بچوں کا حج درست ہے، بے سمجھ بچے کی عبادت معتبر نہیں نہ وہ فرض ہوگا نہ نفل (فتاویٰ رضویہ مترجم ملتقطاً جلد۱۰)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر نادان بچوں کے دیکھ بھال کی کوئی دوسری سبیل نہ ہو تو والدین انہیں اپنے ساتھ حج کو لیجاسکتے ہیں عورت اپنے دودھ پیتے بچے کو بصورت احتیاطی تدابیر پیمپرس (Pampers) ہگیس (Huggies) پہنا کر اپنے ساتھ حج کو لے جائے تو مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) سلسل البول کے مریض حجاج کرام بحالت احرام بطور حفاظت اپنے عضومخصوص پر پلاسٹک کی تھیلی لگاسکتے ہیں۔ کیونکہ یہ احرام کے ممنوعہ امور میں شامل نہیں، اس طرح کے معذور مستطیع پر بھی حج فرض ہے اس کی وجہ سے رخصت ومعافی یا حج بدل کرانے کی اجازت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّکُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ مِنْ قَبْلُ۔ (القرآن الکریم، پارہ۱۱، سورہ توبہ آیت ۱۰۷)

ترجمہ: اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ و رسول کا مخالف ہے۔ (کنزالایمان، ص/۲۹۵/۳۸۲)

شان نزول:

یہ آیت ایک جماعت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مسجد قبا کو نقصان پہنچانے اور اس کی جماعت متفرق کرنے کے لیے اس کے قریب ایک مسجد بنائی تھی، اس میں ایک بڑی چال تھی وہ یہ کہ ابو عامر جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی راہب ہو گیا تھا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے پر حضور سے کہنے لگا یہ کون سا دین ہے جو آپ لائے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ملت حنفیہ دین ابراہیم لایا ہوں، کہنے لگا! میں اسی دین پر ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا! نہیں۔ اس نے کہا کہ آپ نے اس میں کچھ اور ملا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں خالص صاف ملت لایا ہوں۔ ابو عامر نے کہا: ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ اس کو مسافرت میں تنہا اور بیکس کر کے ہلاک کرے۔ حضور ﷺ نے آمین فرمایا۔ لوگوں نے اس کا نام ابو عامر فاسق رکھ دیا۔ روز اُحد ابو عامر فاسق نے حضور ﷺ سے کہا کہ جہاں کہیں کوئی قوم آپ سے جنگ کرنے والی ملے گی میں اس کے ساتھ ہو کر آپ سے جنگ کرونگا، چنانچہ جنگ حنین تک اس کا یہی معمول رہا اور وہ حضور ﷺ کے ساتھ مصروف جنگ رہا۔ جب ہوازن کو شکست ہوئی اور وہ مایوس ہو کر ملک شام کی طرف بھاگا تو اس نے منافقین کو خبر بھیجی کہ تم سے جو سامان جنگ ہو سکے قوت و سلاح سب جمع کرو اور میرے لیے ایک مسجد بناؤ! میں شاہِ روم کے پاس جاتا ہوں وہاں سے رومی لشکر لے کر آؤں گا اور (سید عالم) محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو نکالوں گا۔ یہ خبر پا کر ان لوگوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور سید عالم ﷺ سے عرض کیا تھا یہ مسجد ہم نے آسانی کے لیے بنادی ہے کہ جو لوگ بوڑھے ضعیف کمزور ہیں وہ اس میں بہ فراغت نماز پڑھ لیا کریں آپ اس میں ایک نماز پڑھ دیجئے اور برکت کی دعا فرما دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب تو میں سفر تبوک کے لیے پابرکاب (چلنے کو تیار) ہوں واپسی پر اللہ کی مرضی ہوگی تو وہاں نماز پڑھ لوں گا۔ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس ہو کر مدینہ شریف کے قریب ایک موضع (گاؤں) میں ٹھہرے تو منافقین نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کی مسجد میں تشریف لے چلیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے فاسد ارادوں کا اظہار فرمایا گیا، تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو حکم دیا کہ اس مسجد کو چل کر ڈھا دیں اور جلا دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ابو عامر راہب ملک شام میں بحالت سفر بے کسی و تنہائی میں ہلاک ہوا۔

جو مسجد فخر و ریا اور نمود و نمائش یا رضائے الٰہی کے خلاف کسی اور غرض سے یا غیر طیب مال سے بنائی گئی ہو، وہ مسجد ضرار کے ساتھ لاحق ہے (مدارک) (کنزالایمان مع خزائن العرفان ص ۲۹۵)

ابو عامر راہب ملک شام میں مقام قنسرین میں تنہائی میں ہلاک ہوا۔ حضور ﷺ نے مسجد ضرار کو ڈھانے کے بعد یہ جگہ حضرت ثابت بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دی، حضرت ثابت بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں گھر بنا کر، رہنا شروع کیا تو اس کے اولاد نہ

ہوئی ایک دن اس میں کسی ضرورت کے لئے گڑھا کھودا تو اس میں سے دھواں نکلا، (روح البیان) حضور انور ﷺ یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ ان سے پوچھیں کہ تم نے مسجد کیوں بنائی تو قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ اچھائی کا ہے کہ اس سے نمازیوں کو آسانی مہیا کیا جائے ۔ یہاں اللہ کا ذکر نمازیں اذان ہوا کریں یہ ہے ان کی تقیہ بازی، **وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ**، یہ فرمان عالی ان کی بکواس کی تردید کے لئے ہے۔ یعنی اللہ گواہ ہے کہ وہ اس بکواس میں بڑے جھوٹے ہیں ان کے وہ ہی چار ارادے ہیں جو ابھی ہم نے بیان کیا۔ **لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا** ۔ یہ نیا جملہ ہے جس میں حضور ﷺ کو اور حضور ﷺ کے طفیل سارے مسلمانوں کو مسجد ضرار میں جانے سے وہاں ٹھہرنے وہاں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا، قیام سے مراد وہاں نماز پڑھنا ہے۔

خلاصۂ تفسیر:

منافقوں میں بعض وہ بھی ہیں جنہوں نے مسجد قبا کے متصل، ایک مسجد بنائی مگر رضائے الٰہی اور اطاعت رسول کے لئے نہیں بلکہ چار مقصدوں کے لئے (۱) مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے کہ یہاں جمع ہو کر مسلمانوں اور اسلام کے خلاف شازشیں کی جائیں گویا اس کا نام مسجد ہو اور یہاں کام دار الندوہ کا ہو۔

(۲) کفر کرنے کے لیے کہ یہاں جمع ہو کر آپس میں اسلام میں شبہات پیدا کیے جائیں اور جو کوئی ان کے جال میں پھنس جائے اسے یہاں رکھ کر پختہ کافر بنا دیا جائے اور مومنوں کا اتفاق واتحاد توڑنے کے لیے مسجد قبا کے نمازیوں کو متفرق کر دیا جائے ان میں سے ٹوٹ کر کچھ نمازی یہاں آنے لگیں، وہاں کی رونق کم ہو جائے اور جو یہاں آنے لگیں انہیں کافر بنایا جائے، گویا یہ مسجد نہیں، شکار گاہ ہے، اور وہ ابو عامر راہب جو پہلے سے اللہ و رسول سے جنگ کرتا رہا ہے جنگوؤں میں کفار کے ساتھ مل کر حضور انور ﷺ کے مقابل آتا رہا اس کی رصدگاہ (گھات) تیار کریں تاکہ وہ جب بھی مدینہ منورہ میں آیا کرے اس مسجد میں ٹھہرا کرے لیکن اگر ان سے پوچھا جائے تو قسمیں کھا کھا کر کہیں گے ہم نے تو صرف بھلائی کی نیت کی ہے کہ بوڑھے کمزور نمازیوں کو آسانی ہو بارش اور اندھیری راتوں میں جماعت کی سہولت ہوا کرے اے محبوب ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں، جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اے پیارے محبوب آپ اس مسجد میں کبھی نماز نہ پڑھنا کہ اس سے مخلصین دھوکا کھائیں گے شاید یہ مسجد منظوری والی ہے آپ ﷺ کی نماز کے لائق تو مسجد قبا ہے جس میں دو خوبیاں ہیں ایک یہ کہ اس کی بنیاد تقویٰ اور پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے آپ نے اس کا سنگ بنیاد رکھا ہے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انصار نے ان کی تعمیر کی، دوسرے یہ ہے کہ اس مسجد میں ایسے لوگ نماز پڑھتے ہیں جنہیں خوب پاک وستھرا ہونا پسند ہے، کہ ان کے کپڑے جسم دل ودماغ، روح، اعمال، اقوال، افعال، احوال سب کچھ پاک ہیں اللہ تعالیٰ کو پاک ستھرے لوگ پسند ہیں ان کی مسجد پسند ان کی مسجد میں نمازیں پسند، بلکہ وہاں کے نمازی پسند، اے محبوب آپ اس میں نمازیں پڑھیں محبت بجلی کے پاور کی طرح ہے۔

فوائد: ان آیات کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے،

پہلا فائدہ:۔ اعلیٰ سے اعلیٰ کام بری نیت اور فاسد ارادے سے برا ہو جاتا ہے۔ دیکھو مسجد بنانا اسلام میں اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اس کا بڑا ثواب ہے مگر منافقین نے برے ارادے اور غلط خیال سے مسجد بنائی تو اس کا نام مسجد ضرار ہوا، ڈھا دی گئی اور اس حرکت سے ان منافقوں

کی مردودیت ثابت ہوئی۔

دوسرا فائدہ۔ کفار اور منافقین کی وقف شرعاً معتبر نہیں نہ وہ وقف ہے نہ اس پر وقف کے احکام جاری ہیں حضور انور ﷺ نے وہ مسجد ڈھا کر وہاں گھورہ (روڑی) بنادیا۔

تیسرا فائدہ۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنا۔ اسلام کے مقابل کفار کا مددگار بننا کفر ہے اور ایسا آدمی کافر مطلق ہے یہ فائدہ **كُفْرًا** سے حاصل ہوا کہ رب تعالیٰ نے مسجد ضرار کی سازشوں کو کفر قرار دیا۔

چوتھا فائدہ: ۔مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا ان کی جماعت توڑنا ان میں فرقے بنانا منافقوں کا طریقہ ہے یہ فائدہ۔ **وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ** سے حاصل ہوا۔

پانچواں فائدہ:۔ مسلمانوں کے خلاف کفار کو اپنے پاس پناہ دینا ان کی کسی طرح حمایت کرنا منافقوں کا طریقہ ہے یہ فائدہ **وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ** الخ سے حاصل ہوا۔

چھٹا فائدہ: ۔حضور انور ﷺ سے جنگ رب تعالیٰ سے جنگ ہے حضور ﷺ سے دشمنی رب تعالیٰ سے دشمنی ہے اس کے برعکس حضور ﷺ سے محبت رب تعالیٰ سے محبت ہے۔ یہ فائدہ **حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ** سے حاصل ہوا۔ ابو عامر راہب نے حضور انور ﷺ سے جنگیں کی تھیں رب تعالیٰ نے فرمایا اس نے اللہ ورسول ﷺ سے جنگیں کیں، حضور ﷺ سے دوری خدائے پاک سے دوری ہے، حضور ﷺ سے قرب خدا وحدہ لاشریک کا قرب ہے۔

کشف راز من رانی یوں ہوا۔
تم ملے تو حق تعالیٰ مل گیا۔

ساتواں فائدہ: ۔اللہ تعالیٰ ہمارے آقا حضور ﷺ کے دشمنوں کے خلاف گواہ ہے ان کی بدعقیدگیوں اور بدعملیوں اور بدنیتی کا بھی۔ منافقین کی بدنیتی کے متعلق فرمایا؛ **وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ** ۔اور سورہ منافقون میں ان کی کلمہ گوئی کے تعلق مخلصین کے ایمان وتقویٰ کا گواہ ہے۔ **اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ** ۔

آٹھواں فائدہ: ۔ایک مسجد کے قریب بلاضرورت شرعی دوسری مسجد نہ بنائی جائے یوں ہی سیاسی ساز باز کے لئے مسجد نہ بنائی جائے کہ ایسی مسجدیں مسجد ضرار کے حکم میں ہیں۔

نواں فائدہ: ۔کفار ومنافقین کی تعمیر کردہ اور وقف کردہ مسجدوں میں نماز نہ پڑھی جائے نہ وہ مسجدیں ہیں نہ ان پر مسجد کے آداب واحکام جاری، یہ فائدہ **لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا** سے حاصل ہوا۔

چند اعتراضات

پہلا اعتراض:۔ مسجد تا قیامت مسجد ہی رہتی ہے اس پر عمارت رہے یا نہ رہے، وہ زمین مسجد اور قابل احترام ہے۔ پھر حضور انور ﷺ نے اسے گرا کر وہاں روڑی کیوں نبوایا اس میں مسجد کی توہین ہے۔

جواب:۔ جب مسجد بنے تب قیامت تک رہے گی، وہ جگہ مسجد بنی ہی نہیں۔ کیونکہ منافقین و کفار کا وقف شرعاً درست نہیں۔

دوسرا اعتراض:۔ حضورانور ﷺ نے اسے گروا کیوں دیا اسے قائم رکھتے وہاں سے منافقوں کو نکال دیا ہوتا۔

جواب: اس کے باقی رکھنے میں دو خرابیاں ہوتیں، ایک یہ کہ اس مسجد کا وقف درست ماننا پڑتا، کہ غلط تھا، دوسرے یہ کہ اس سے ظلم کی جڑ نہ کٹتی کبھی بھی منافقین یا دوسرے اسے اڈا بنا لیتے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کا بچھڑا آگ میں جلوادیا اس کا سونا باقی نہ رکھا، نہ کسی کو اس سونے کے استعمال کی اجازت دی تا کہ ظلم کی جڑ کٹ جائے۔

تیسرا اعتراض:۔ تو چاہیئے کہ اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ والرضوان کے قبور پر بنے ہوئے گنبد بلکہ ان کی قبریں ڈھا دی جائے کہ یہ شرک وکفر کا مرکز اور ہزار ہا گناہوں کا اڈا ہے یہ مسجد ضرار سے بڑھ کر نقصان دہ ہے۔ (معترض دیوبندی وہابی)

جواب:۔ مسجد ضرار اصل سے مسجد بنی ہی نہیں اس کا وقف درست ہی نہیں ہوا۔اس کی خرابی اصل تھی لیکن ان قبور اور گنبدوں کا وقف درست ہے ان کی اصل صحیح ہے اگر جہلاء یہاں کچھ خرابیاں پیدا کر دیں ناچ گانا وغیرہ تو یہ خرابی عارضی ہے اس خرابی کو مٹا دو اصل عمارت باقی رکھو۔خانۂ کعبہ میں بت رکھے گئے حضورانور ﷺ نے ان بتوں کی وجہ سے کعبہ نہیں ڈھایا بلکہ موقع ملنے پر وہاں سے بت نکال دیئے۔اصل اور عارضی خرابی کا فرق دھیان میں رہے، آج نکاح کے وقت بہت گناہ کئے جاتے ہیں ان گناہوں کو مٹاؤ اصل نکاح بند نہ کرو۔مزارات پر عمارت سنت صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے زیارتِ قبور بھی سنت ہے۔کسی عارضی خرابی سے سنت نہ مٹاؤ۔

تفسیر صوفیانہ

اے مومن تیرے اندر مسجد ضرار بھی ہے اور مسجد قبا بھی نفسانی خطرات گویا مسجد ضرار ہیں جنہیں منافق نفس امّارہ نے تعمیر کیا، جنانی الہامات گویا مسجد قبا ہے جنہیں مومن دل نے تعمیر کیا۔اس مسجد کی بنیاد پہلے روز یعنی یثاق کے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی کے ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ'' کے جواب میں بلیٰ کہا۔اس مسجد کے باشندے عیوب برے اخلاق وجود وحدوث کے مَیل سے پاک ہیں؛ اللہ تعالیٰ ایسے پاک لوگوں کو پسند کرتا ہے۔نماز اطاعت جسم ولباس وغیرہ کو پاک کر کے ادا کی جاتی ہے۔مگر نماز عشق دل ودماغ کو اغیار کے خیال سے پاک کر کے ادا ہوتی ہے۔

حافظ شیرازی علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں:۔

طہارت از نہ بخون جگر کند عاشق

بقول مفتی عشقش درست نیست نماز

روئے نہ شستہ نہ بیند روئے حور

لاصلوٰۃ گفت الابالطہور

صوفیا فرماتے ہیں کہ فاعل کا اثر کام پر پڑتا ہے۔مسجد ضرار اور مسجد قبا دونوں بظاہر مسجدیں تھیں ایک ہی جگہ تھی ایک ہی قسم کے سامان سے بنائی گئی تھیں، مگر چونکہ مسجد ضرار کے بانی منافقین تھے وہ ڈھا دی گئی مسجد قبا کے بانی مخلصین تھے تا قیامت باقی رکھی گئی۔محبت بجلی

کے کرنٹ کی طرح ہے کہ جومحبوب سے چھو بھی جائے اس میں بھی محبت کا کرنٹ پہنچ جاتا ہے اللہ تعالیٰ کوحضور انور ﷺ پیارے ہیں تو حضور ﷺ کے خدام انصار بھی پیارے۔ پھر انصار کی مسجد بھی پیاری، پھر اس مسجد کی نماز بھی پیاری، پھر اس کے نمازی بلکہ اس کے زائر بھی پیارے۔ پھر اس بجلی کا کرنٹ آنی فانی نہیں بلکہ باقی اور جاوِدانی ہے۔ اب وہاں حضرات انصار نہ رہے انہیں گزرے تقریباً چودہ سو برس ہوگئے، مگر مسجد کی مقبولیت ومحبوبیت وفیضان ویسے ہی باقی ہے اور انشاء اللہ العزیز تا قیامت باقی رہے گی۔ سورج کے ڈوبنے کے بعد بہت دیر تک جانب مغرب میں روشنی رہتی ہے مؤمن کے وفات کے بعد اس کے فیضان باقی رہتے ہیں صوفیا فرماتے ہیں۔ جس مسجد میں انصار ہیں وہ حضور احمد مختار ﷺ کا جائے قرار وقیام ہوتی۔ **احق ان تقوم فیہ**۔ جس دل میں ابرار رہیں وہیں وہ سرکار ﷺ رہتے ہیں۔ خدا کرے ہمارے دل بھی مسجد قبا بنے۔ (روح البیان وتفسیر نعیمی جلد ۱۱، ص ۶۱/ ۶۸، وغیرہما)

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم وعلمہ اجل مجدہ اتم واحکم۔

محمد ضیاء قادری پورنوی
کتبہ
خادم الافتاء والتدریس دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سرخیز احمد آباد گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب شریف ذوالنورین ہے اس لئے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دوصاحبزادیاں آپ کی نکاح میں تھی۔

جبکہ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی، دریافت امر یہ ہے کہ آپ کا نسب کس اولاد سے وجود میں آیا اور آپ نے کس قبیلے کی خاتون سے نکاح فرمایا تھا اولاد کی تعداد کتنی ہے مکمل وضاحت فرمادیں۔

(۲) زید اپنی بیوی ہندہ سے کسی بات سے ناراض ہوکر یہ حکم فرمادیا کہ اگر تم اپنی ماں کے گھر جاؤ گی تو طلاق، طلاق، طلاق۔ ہندہ اپنے شوہر کے حکم سن کر اس دن نہ گئی بلکہ دوسرے دن اپنی ماں کے گھر گئی، کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگی؟، خلاصہ ارشاد فرمادیں۔

(۳) قربانی کے جانور کے کیا عیوب ہیں جس کی قربانی نہیں ہوسکتی؟ تحقیق فرمادیں۔

فقط والسلام

المستفتی ڈاکٹر محمد صادق قریشی نقشبندی مجددی عثمانی

ناظم اعلیٰ دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخیز احمد آباد

باسمہ تعالیٰ وتوفیقہ

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

علامہ ابن اثیر جزری ''**اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ**'' میں۔ امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

☆**عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ،کَانَ یُکَنّٰی اَوَّلًا بِابْنِهٖ عَبْدَاللّٰهِ وَاُمُّهٗ رُقَیَّة بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ کَنٰی بِابْنِهٖ عَمَرُوْوَاُمَّهٗ اَرْوٰی بِنْتُ کُرَیْزِبْنِ رُبَیْعَةَ بْنِ حَبِیْبِ بْنِ عَبْدَشَمْسٍ فَهُوَابْنُ عَمِّهٖ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍوَاُمُّ اَرْوٰی اَلْبَیْضَاءَ بِنْتُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ عَمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔**

حضرت عثمان بن عفان کی کنیت پہلے ابوعبداللہ تھی۔

☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان کے بیٹے ہیں جو حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے صرف ۶ رسال کی عمر شریف گزار کر ۴ ھ میں واصل بحق ہوئے)

حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وصال کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعمرو ہوئی۔ حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو حضرت اُروی بنت کریز رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر سے پیدا ہوئے ان سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب جاری ہوا انھیں کی ماں حضرت اُروی بنت کریز رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھی ،حضرت اُروی کی ماں حضرت بیضاء حضرت عبدالمطلب کی بیٹی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) باب طلاق میں یہ صورت تعلیق کی ہے جو شرط کیساتھ معلق ہوتی ہے جوں ہی شرط پائی جائے طلاق واقع ہوجاتی ہے، مذکورفی السوال زید کے قول میں کسی دن کی کوئی تخصیص وقید کا ذکر نہیں ہے بلکہ مطلقاً تمام دنوں کو شامل ہے لہٰذا اگر یہی صورت محققہ ومصدقہ ہے تو زید کی بیوی ہندہ پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوجائیگی یعنی نکاح سے نکل جائیگی اور اگر زید نے اس دن یا کسی خاص دنوں کیساتھ طلاق کو معلق کیا تھا تو وہ دن اور مخصوص دنوں کو چھوڑ کر ہندہ باقی دنوں میں میکہ گئی یا جائے گی تو طلاق نہ پڑے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اندھا، کانا، لنگڑا، دبلا، کان کٹا، دم کٹا، بے دانت کا، تھن کٹا، چاروں تھن سوکھا، ناک کٹا، پیدائشی بے کان والا، بیمار، خنثیٰ، (جس کے دونوں نشانیاں ہوں) جلالہ جو صرف غلیظ کھاتا ہو ان سب جانوروں کی قربانی جائز نہیں (درمختار و بہار شریعت)

بیماری اگر خفیف ہے اور لنگڑا پن ہلکا ہے کہ چل پھر لیتا ہے، قربانی گاہ تک جاسکتا ہے یا کان ناک دم تہائی سے زیادہ نہ کٹے تو جائز ہے (درمختار، ہدایہ، عالمگیری)

قربانی کرتے وقت جانور اچھلا، کودا اور اس سے عیبی ہوگیا تو حرج نہیں (درمختار، وشامی)

جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہو جائز ہے البتہ اگر سینگ تھے اور ٹوٹ گئے اور سینگ (گودا) تک ٹوٹ گئے تو جائز نہیں اس سے کم ٹوٹا ہے تو جائز ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا۔ ہم جانور کی آنکھیں اور کان اچھی طرح دیکھیں اور ہم ایسا جانور ذبح نہ کریں، جس کا کان اوپر یا نیچے سے کٹا ہو اور جس کے کان لمبائی میں چیرے ہوئے ہوں یا جس کے کان میں گول سوراخ ہو (ترمذی وابوداؤد) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ کس جانور کی قربانی کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا کہ چار قسم کے جانوروں کی قربانی منع ہے (۱) لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو (۲) کانا، بھینگا جس کا اندھاپن ظاہر ہو (۳) بیمار جس کی بیماری واضح ہو (۴) لاغر جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ ہو (ترمذی ونسائی وابن ماجہ) واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ضیاء قادری پورنوی

کتبہ

خادم الافتاء والتدریس دار العلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرخیز احمد آباد گجرات

نکاح، مہر، طلاق کا بیان

(۱) کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام۔اس مسئلہ ذیل میں کہ مہر کا وجوب مذہب اسلام میں کب سے ہوااور کیوں ہوا؟ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑی سی رقم مہر کے عنوان سے دیکر ایک نفس محترم پر پورا تصرف حاصل کرلیا جاتا ہے۔اور ایک نفس محترم کو بے قیمت بنادیا جاتا ہے۔ نیز مہر فاطمی کی صحیح تفصیل کیا ہے؟ کہیں ۱۲/اوقیہ آتا ہے کہیں ۵۰۰ درہم اور کہیں ۴۰۰ سومثقال آتا ہے۔لہٰذااس کی مفصل وضاحت زمانۂ حاضرہ کے حساب سے مطلوب ہے، نیز اگر مہر فاطمی چاندی کے وزن کی ایک خاص مقدار کی قیمت ادا کی جائے تو کس ملک کی چاندی کا اعتبار ہوگا۔(ہندوستان، یاافریقہ(وغیرہ)

(۲)عورت شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ اسلام نے پردہ میں کس طرح رہنے کا حکم فرمایا ہے؟ کیا پردے کے تعلق سے قرآن پاک میں کہیں حکم آیا ہے تو کیا حکم؟ ارشاد فرمادیں، نیز پردے کے تعلق سے سرکار مدینہ ﷺ کا کیا فرمان ہے۔؟

آج کل فیشن کا دور دورہ ہے عورتیں برقعہ کا استعمال کر کے گاڑیاں چلاتی ہیں بازار وغیرہ جاتی ہیں۔حتیٰ کہ تجارتی کام کوانجام دیتی ہیں وقتاً،فوقتاً۔غیر محرموں سے کلام بھی کرنا پڑتا ہے دور حاضر کا خیال کرتے ہوئے تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی محمد بدرالدین

سرخیز، احمد آباد، گجرات

باسمہٖ تعالیٰ وتوفیقه

الجواب بعون الله الملک الوهاب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُم بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (پارہ ۵، النساء آیت ۲۴) جن عورتوں سے نکاح کرنا چاہو ان کے مہر مقرر شدہ انہیں دو اور قرارداد کے بعد تمہارے آپس میں جو رضامندی ہوجائے اس میں کچھ گناہ نہیں بیشک اللہ (عزوجل) علم وحکمت والا ہے۔قرآن مجید میں جس طرح یہ حکم آیا کہ **اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ** (پارہ ۵ آیت ۳۴) مرد افسر ہیں عورتوں پر، اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ۔**وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** (پارہ ۵، آیت ۱۹)

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عورتوں کیساتھ اچھی معاشرت کرو۔دین مہر کی اہمیت میں اللہ پاک نے قرآن کریم کی ۷ جگہوں پر مہر کا ذکر فرمایا ہے۔قرآن حکیم نے مہر کو **نحلہ** کہا ہے یعنی ہدیہ ظاہر ہے کہ ہدیہ کسی کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے دیا جاتا ہے۔

لہٰذا مہر عورت کی قیمت نہیں ہے بلکہ ہدیہ ہے۔رب العزت نے آیت حکمت میں مہر کیلئے صداق ستعمال کیا ہے۔یعنی کسی چیز کو اس بات کی علامت کے طور پر دینا کہ آپ سے میرا لگاؤ صادق ہے جھوٹا نہیں۔حدیث شریف میں۔امام حاکم وبیہقی عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔بہتر وہ مہر ہے جو آسان ہو۔(**المستدرک للحاکم**، ج ۲ ص ۵۳۷) بحکم الٰہی نکاح ومہر

کی مشروعیت حضرت آدم علیہ السلام وحضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چلی آرہی ہے آدم وحوا علیہما السلام کا دین مہر نور وروح محمدی ﷺ پر ۳ سے ۲۰ مرتبہ تک درود وسلام بھیجنا قرار پایا (نزهة المجالس، مدارج النبوة، تفسیر عزیزی)

بعد ہا جب شارع علیہ السلام کا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہوا تو مہر خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانچسو ۵۰۰ درہم طلائی طے ہوا۔ نکاح ومہر کو اللہ ورسول ﷺ نے آسان کیا تا کہ برائیوں کا دروازہ بند ہو، دین میں نصیحت اور آسانی ہے سختی نہیں اسلام افراط وتفریط سے پاک حد اعتدال سے مزین مذہب کا نام ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں متعہ کو ناجائز وحرام کہا گیا۔ نکاح شرعاً بیع وشراء نہیں کہ نفس شئی کی قیمت لگائی جائے یہ من وجہ معاملہ ہے تو من وجہ آخر عبادت بھی۔ بندہ اگر نیت خیر کے ساتھ نکاح کرے تو اجر وثواب کا حق دار ہوتا ہے۔ ہدایہ میں ہے:

ثُمَّ الْمَهْرُ وَاجِبٌ شَرْعاً اِبَانَةً لِشَرْفِ الْمَحَلِ (ہدایہ کتاب النکاح ج ا ص ۳۰۳) مہر شرعاً واجب ہے عورت کی مقام وعظمت اجاگر کرنے کے لئے۔

مہر فاطمی کی تفصیل

مہر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مقدار میں بظاہر مختلف روایات ہیں لیکن اصح قول کی بنیاد پر اصل مہر کریم جس پر عقد اقدس واقع ہوا چار ۴۰۰ سو مثقال چاندی تھی۔

لہٰذا علماء سیر نے اس پر جزم فرمایا۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے۔

ذکر سید جمال الدین المحدث فی روضة الاحباب اِنّ صِدَاقُ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا کَانَ اَرْبَعَ مِٔاةِمِثْقَالٍ فِضَّةٌوَکَذَاذَکَرَهٗ صَاحِبُ الْمَوَاهِبِ (ترجمہ)

سید جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں ذکر کیا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مہر چار ۴۰۰ سو مثقال چاندی تھی اسی کو صاحب مواہب نے ذکر کیا ہے (بحوالہ فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۵)

ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ ہے، اور ہندوستانی روپیہ سوا گیارہ ماشے تو چار سو مثقال کے پورے ایک سو ساٹھ سکّے ہوئے۔ جس کا موجودہ وزن ۱۷۵۰ گرام ہوا، ایک اوقیہ چالیس ۴۰ درہم کے برابر ہوتا ہے تو گویا بارہ اوقیہ کل چار ۴۰۰ سو اسی ۸۰ درہم ہوئے۔ ایک درہم برابر ۲.۹۷۵ گرام ہوتا ہے۔ تو چار سو اسی (۴۸۰) درہم کا موجودہ وزن چودہ سو اٹھائیس (۱۴۲۸) گرام ہوا۔

پہلی روایت کے بنیاد پر تقریباً ایک کیلو ۷۵۰ گرام چاندی اور دوسری روایت کے بنیاد پر تقریباً ڈیڑھ کیلو چاندی مہر فاطمی قرار پائے گا۔ اختلاف زمان ومکاں کے لحاظ سے مقدار وزن (پیمانہ) اور قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ ایسی صورت میں زوجین کا بلدی پیمانہ وقیمت کا اعتبار ہوگا، عام ازواج مطہرات وبنات مکرمات حضور پر نور علیہ وعلیھن افضل الصلوات واکمل التحیات کا مہر اقدس پانچسو ۵۰۰ سو درہم سے زائد نہ تھا، سوائے ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان اخت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مہر ایک روایت پر چار ہزار درہم اور دوسری پر چار ہزار دینار تھا۔

والله تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم

(۲) اسلامی حجاب کی اہمیت

اللہ عزوجل قرآن حکیم کے سورہ نور میں عورتوں کو پردہ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِ هِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّامَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّالِبُعُوْلَتِهِنَّ (پارہ۱۸آیت۳۱)

ترجمہ کنزالایمان۔اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہ کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دیکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کرے مگر اپنے شوہروں پر۔تنبیہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی بچیوں اور عورتوں کو سورہ نساء ونور کی تعلیمات سے آراستہ کریں پ۲۲وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلىٰ .الخ (الاحزاب۔آیت۳۳) اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔حدیث شریف میں ہے اَلْعَوْرَۃُ کُلُّھَا عَوْرَۃٌ۔ عورت سرتاپا عورت ہے۔نیز حیاء ایمان کی نشانی اور عورت کی تابانی ہے عورتیں گھر کے اندر چلنے پھرنے میں بھی پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں، کہ ان کے زیور کے جھنکار نہ سنی جائے۔حدیث اللہ تعالیٰ اس قوم کی دعا قبول نہیں فرماتا جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں۔جب زیور کی آواز عدم قبولیت دعا کا سبب ہے تو خاص عورت کی آواز اور اس کی بے پردگی کیسی موجب غضب الٰہی ہوگی۔پردے کی طرف سے بے پرواہی تباہی کا سبب ہے۔(اللہ کی پناہ) (تفسیر احمدی،خزائن العرفان)

فقہاء کرام نے عورت کیلئے ضرورتاً کامل واکمل حجاب کیساتھ گھر سے باہر جانے کی بارہ۱۲صورتیں بیان کی ہیں (۱) قابلہ دائی (۲) غاسلہ زنانہ میت کو نہلانے والی (۳) نازلہ (۴) مریضہ (۵) مضطرۃ (۶) حاجہ زائرۂ حرمین طیبین (۷) مجاہدہ (۸) مسافرہ مع محرم (۹) شاہدہ (۱۰) طالبہ (۱۱) مطلوبہ (۱۲) کاسبہ۔عورت بے شوہر ہے، یا شوہر بے جوہر، کہ خبر گیری نہیں کرتا، نہ اپنے پاس کچھ کے دن کاٹے، نہ اقارب کو توفیق یا استطاعت، نہ بیت المال منتظم، نہ گھر بیٹھے دستکاری پر قدرت، نہ محارم کے یہاں ذریعہ خدمت، نہ بحال بے شوہری کسی کو اس سے نکاح کی رغبت، تو جائز ہے۔کہ بشرط تحفظ وتحرز وتستر پڑوسی کے یہاں جائز وسیلۂ رزق تلاش کرے، جس میں کسی مرد سے خلوت نہ ہو، حتی الامکان وہاں ایسا کام لے جو اپنے گھر آکر کرلے، جیسے سینا، پیسنا، ورنہ اس گھر میں نوکری کرلے، جس میں صرف عورتیں یا نابالغ بچے ہوں۔(فتاویٰ رضویہ مترجم جلد۲۲صفحہ۲۲۵)

خلاصۂ کلام:۔

الحاصل؛ خلاق کائنات نے فطرتاً مرد کو کمانے اور عورت کو گھر بسانے کیلئے پیدا کیا، لہٰذا جس عورت کا کوئی دنیا میں سائبان پرسان حال نہ ہو، بشرائط مذکورہ بقدر گذارہ جائز طریقے سے کسب وتجارت کرسکتی ہے اس دور پرفتن میں افکار وانظار انسانی میں مکائد ومفاسد شیطانی کی لذت، لوگوں کی طبیعت اختراعی شریعت، الامان والحفیظ۔بے حیائی کی کثرت، برقعہ میں زیب وزینت، نمائشی جھوٹی عزت، پھر بھی کہلائیں مسلمہ عورت، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ عورت بذات خود کائنات کے ہزاروں الجھے مسائل میں سے ایک

پیچیدہ مسئلہ ہے۔جس کے پیچ وخم سلجھانے سے عقل وخرد عاجز،جس کی عقدہ کشائی سے فہم وفراست قاصر ہیں۔عورت پردہ میں رہ کر ہر وہ جائز کام کرسکتی ہے جوفتنہ سے خالی ہو۔عورت کا بازار جانا گاڑی چلانا غیر محرم سے بات چیت کرنا فتنہ سے خالی نہیں اس لیے شرعاً منع ہے۔

هذاما سنح لی و العلم عند ربی ۔

کتبہ محمد ضیاء قادری پورنوی

خادم الافتاء والتدریس دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سرخیز احمد آباد گجرات

تاریخ 8/2/2016

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں محمد شبیرابن محمد سلیم جوحاضر میں لکھ کردیتاہوں کہ میرااورمیری عورت کا جھگڑاہواجس میں ہم نے غصے میں اپنی عورت کوتین بارطلاق ،طلاق ،طلاق کہدیاجس کی گواہی میں میری ماں بہن بھائی تین انسان تھےاس کامجھے مسئلہ بتائیے کیایہ طلاق ہوگئی ہے

المستفتی محمد شبیربن سلیم انصاری جوہاپورہ احمدآبادگجرات

باسمہ تعالیٰ وتوفیقہ

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اللہ عزوجل قرآن حکیم میں ارشادفرماتاہے؛فَاِنْ طَلَّقَھَافَلَاتَحِلُّ لَہٗ مِنْ بَعْدُحَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًاغَیْرَہٗ فَاِنْ طَلَّقَھَافَلَاجُنَاحَ عَلَیْھِمَآاَنْ یَّتَرَاجَعَآاِنْ ظَنَّآاَنْ یُّقِیْمَاحُدُوْدَاللّٰہِ وَتِلْکَ حُدُوْدُاللّٰہِ یُبَیِّنُھَالِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔(سورہ بقرہ آیت نمبر۲۳۰)

پھراگرتیسری طلاق دی تواس کے بعدوہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہرسے نکاح نہ کرے۔پھراگردوسرے شوہرنے طلاق دے دی توان دونوں پرگناہ نہیں کہ دونوں آپس میں نکاح کرلیں اگریہ گمان ہوکہ اللہ عزوجل کے حدودکوقائم رکھیں گے اوریہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں ان لوگوں کے لیے بیان کرتاہے جوسمجھ دارہیں۔حدیث شریف:امام نسائی نے حضرت محمودبن لبید سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کویہ خبرپہونچی کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کوتین طلاقیں ایک ساتھ دے دی اس کوسن کرغصہ میں کھڑے ہوگئےاوریہ فرمایاکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیل کرتاہے حالانکہ میں تمہارے درمیان ابھی موجودہوں۔(نسائی شریف ص۲/۵۵)

غصہ اورجھگڑامانع طلاق نہیں بلکہ یہ طلاق کی وجہ ہے۔طلاق کوئی بخوشی دے یاغصہ کی حالت میں واقع ہوجاتی ہے۔برتقدیرصدق قول مستفتی شبیرکی عورت پرتین طلاقیں واقع ہوگئیں جس وقت یہ الفاظ طلاق زبان سے اداہوئے یاتحریرکیےفوراًعورت نکاح سے نکل گئی اب بغیرحلالہ کے یہ عورت شبیرکے لیےحلال نہیں ہوسکتی۔واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ضیاء قادری پورنوی

کتبہ

خادم الافتاءوالتدریس دارالعلوم حضرت سیدناصدیق اکبررضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرخیزاحمدآبادگجرات

جائز و ناجائز کا بیان

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام

(۱) شرعاً غیر محرم کن کن لوگوں کو شمار کیا گیا ہے پوری وضاحت فرمائیں۔

(۲) غیر محرم سے پردے کا حکم قرآن وحدیث میں کیا ہے یہ بھی وضاحت فرمائیں۔

(۳) کیا عاقلہ مریدہ کا اپنے پیرومرشد سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے جبکہ یہ مثل مشہور ہے کہ پیرومرشد روحانی والد ہوتے ہیں ان سے پردہ کی کیا ضرورت ہے، نیز کیا اس صف میں بوڑھی مریدہ بھی شامل ہے ازروئے شرع تحقیق فرمادیں۔

(۴) آج کل پیر حضرات پردے کی احتیاط نہیں کرتے ہیں ان کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ نیز پردے کی حالت میں ان سے کلام کر سکتے ہیں جبکہ گھر کی دیگر عورتیں بھی موجود ہوں؟

المستفتی: محمد بدرالدین قادری نقشبندی مجددی۔احمد آباد۔

باسمہ تعالیٰ وتوفیقہ

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

(۱) مرد وعورت جن کا آپس میں ایک دوسرے سے نکاح جائز ہو، وہ سب غیر محرم میں شامل ہیں۔غیر محرم مرد یہ لوگ ہیں بہنوئی ، دیور، جیٹھ اس کے علاوہ ہر اجنبی۔حقیقی، علاتی، اخیافی، رضائی بھائیوں کے علاوہ ہر طرح کا بھائی بھی غیر محرم ہے، شریعت مطہرہ میں حقیقی بھائی کے سوا ہر طرح کے بھائیوں سے پردہ کا حکم ہے۔محارم میں مردوں سے مراد وہ ہیں جن سے بوجہ علاقہ جزئیت ہمیشہ ہمیشہ نکاح حرام ہو مثلاً بھائی، باپ، دادا وغیرہم اوپر تک فروع میں بیٹا، پوتا، پرپوتا وغیرہم نیچے تک۔

پردہ کے متعلق ضابطۂ کلیہ:

نامحرموں سے پردہ مطلقاً واجب ہے اور محارم نسبی سے پردہ نہ کرنا واجب ہے اگر کرے گی تو گنہگار ہوگی، اور محارم غیر نسبی مثلاً علاقۂ مصاہرت ورضاعت ان سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہے۔مصلحت وحالت پر لحاظ ہوگا، اسی واسطے علماء نے لکھا ہے کہ جوان ساس کو داماد سے پردہ مناسب ہے یہی حکم خسر اور بہو کا ہے اور جہاں مَعَاذَاللّٰہ اندیشۂ فتنہ ہو پردہ واجب ہو جاتا ہے (جیٹھ اور دیور سے پردہ واجب ہے کہ وہ نامحرم ہیں) وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ (القرآن) ترجمہ: اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے کو اصلاح کرنے والے سے جانتا ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ ر ص ر ۲۴۱)

رضاعی محارم سے جوان عورت کو پردہ اولیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۳) ترجمہ عورتیں اپنی گھروں میں ٹھہری رہیں بے پردہ نہ پھیریں جاہلیت کی بے پردگی کی طرح۔حدیث شریف میں ہے

اَلْعَوْرَۃُ کُلُّھَا عَوْرَۃٌ یعنی عورت کا پورا جسم عورت ہے۔ پردے کی مزید تحقیق کے لئے سورہ نور اور سورہ احزاب کا ترجمہ وتفسیر خلاصہ دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) غیر محرم پیر سے عورت کو پردہ واجب ہے۔ پردہ کے باب میں پیر وغیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے۔ جوان لڑکی کو چہرا کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے، درمختار میں ہے۔ تُمْنَعُ الْمَرْأۃُ الشَّابَّۃ مِنْ کَشْفِ الْوَجْہِ بَیْنَ رِجَالٍ لِخَوْفِ الْفِتْنَۃِ۔ ترجمہ: جوان عورت کو اندیشۂ فتنہ کی وجہ سے مردوں کے سامنے چہرہ کشائی سے روکا جائے (فتاویٰ رضویہ جلد۲۲ص/۲۰۵) پیرومرشد اگر نامحرم ہے تو عورت کا ان سے بھی پردہ کرنا واجب ہے اور بڑھیا اگر سنِ ایاس کو پہنچی ہوئی ہو جس سے احتمال فتنہ نہ ہو تو حجاب عرفی ضروری نہیں مگر حجاب شرعی بوڑھی عورت کے لیے بھی واجب ہے (فتاویٰ رضویہ جلد۲۲ص/۲۰۵)

روحانی تربیت اور منازل سلوک کی رہنمائی کے لئے پیر مثل والد ہے۔ ان امور میں پیر کی تعظیم وتکریم والد کی طرح ہے۔

صحیح حدیث شریف میں ہے: قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَأَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ اَلْحَمْوَ اَلْمَوْتُ یعنی صحابۂ کرام نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ جیٹھ دیور بہنوئی سے پردہ کا کیا حکم ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو مثل موت ہے۔ بڑھیا کے لیے مشروط اجازت ہے۔ پردہ کے ساتھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جو پیر اسلامی پردہ کا لحاظ اور شرعی احتیاط نہ رکھے وہ فاسق ہیں ان سے بیعت جائز نہیں، ایسے پیر سے مرید ہونا نہ چاہیے۔

حاجت شرعیہ ہو اور اندیشۂ فتنہ نہ ہو اور خلوت بھی نہ ہو تو پردہ کے ساتھ بعض نامحرم سے ضرورتاً کلام جائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ مترجم جلد۲۲ص/۲۴۳)

امام فقیہ ابواللیث سمرقندی فتاویٰ نوازل میں فرماتے ہیں۔

عورت کی آواز بھی عورت ہے نَغْمَۃُ الْمَرْأۃِ عَوْرَۃٌ۔ عورت کی آواز محل ستر ہے۔ (شامی جلد۱۔ص۲۷۲)۔

واللہ تعالیٰ اعلم

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم وعلمھاجل مجدھمااتم واحکم۔

محمد ضیاء قادری پورنوی

کتبـــہ

خادم الافتاء والتدریس دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرخیز احمد آباد گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی ایک لڑکی ہے اور اس پر ''جن'' کا اثر ہوتا ہے اس کے گھر والے اسے ایک درگاہ پر لے جاتے ہیں وہاں پر اس کو حاضری آتی ہے اور وہ کہتی ہے کہ بابا ہوں لوگ اس سے جس چیز کے بارے میں پوچھتے ہیں وہ بتا دیتی ہے جب اس سے پوچھا گیا تو کیوں بتاتی ہے تو کہتی ہے کہ مجھے بابا کی طرف سے بولنے کی اجازت ہے۔

(الحاصل) اس کی والدہ اس کو درگاہ لے جاسکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد فیضان نارول، سبحان پارک، احمد آباد، گجرات

تاریخ 21/2/2016

الجواب بعون الملک الوهاب

زید کی لڑکی اگر بالغہ وغیر مجنونہ ہے تو اس کی بیوی بلا ضرورت شرعیہ ایسی لڑکی کو درگاہ قطعاً نہیں لے جاسکتی ورنہ حکم الٰہی کی خلاف ورزی لازم آئیگی۔ رب کریم قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی (سورہ احزاب آیت ۳۳) اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو بے پردہ نہ پھرو جیسے جاہلیت کی بے پردگی۔ اور خالق کے حبیب مخلوق کے روحانی وجسمانی طبیب پیارے آقا ارشاد فرماتے ہیں۔ لَعَنَ اللّٰہُ زَوَّرَاتِ الْقُبُوْرِ۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور تمام نفوس شریفہ کی لعنت اس عورت پر ہے جو بلا عذر شرعی مزارات وقبور پر بے حیائی کے ساتھ گھومتی پھرتی ہے۔

سوال میں مذکور جن اور بابا کا حیلہ ڈھونگ اور شیطانی وسوسہ ہے مسلمان کو خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیئے جن اور بابا پر نہیں۔ وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ۔ (سورہ مائدہ، آیت ۲۳) اللہ تعالیٰ پر امید رکھو اگر تم ایمان والے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے اور نفس وشیطان کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ
محمد ضیاء قادری پورنوی
خادم التدریس دار العلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخیز احمد آباد

۲۶ر فروری ۲۰۱۶ء بروز جمعہ مبارک

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ سفید بالوں میں مہندی لگانا کیسا ہے؟ نیز بعض لوگ سفید بالوں میں کالا خضاب کا استعمال کرتے ہیں تو کیا کسی وجہ سے کالا خضاب کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی محمد انور (دیوان) سرخیز احمد آباد گجرات

الجواب بعون الملک الوہاب

صحیح مذہب میں سیاہ خضاب حالت جہاد کے سوا مطلقاً حرام ہے۔ جس کی حرمت پر احادیث صحیحہ ومعتبرہ ناطق۔ حدیث اول۔ امام احمد ومسلم وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی خالص سفید دیکھکر ارشاد فرمایا۔ غَیِّرُوْا ھٰذَا بِشَیْئٍ وَاجْتَنِبُوْا السَّوَادَ (صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب استحباب خضاب الشیب بصفرۃ......الخ جلد ۲ ص ۱۹۹) ترجمہ اس سفیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ رنگ سے بچو۔

حدیث دوم:۔ امام احمد وابوداؤد ونسائی وابن حبان وحاکم بافادہ تصحیح اور ضیاء مقدسی مختارہ اور امام بیہقی سنن کبریٰ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ یَکُوْنُ قَوْمٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یَخْضِبُوْنَ بِھٰذَا السَّوَادِ کَحَوَاصِلِ الْحَمَّامِ لَایَجِدُوْنَ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۲۷۳) ترجمہ۔ آخر زمانے میں کچھ لوگ سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھیں گے۔

حدیث سوم:۔ ابن سعد عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرسلاً راوی حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ لَایَنْظُرُ اِلیٰ مَنْ یَّخْضِبُ بِالسَّوَادِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (کنز العمال جلد ٦ صفحہ ١٦٧) جو کالا خضاب لگائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ فتاویٰ شامی ورضویہ میں محیط کے حوالہ سے ہے۔ اَلْخِضَابُ بِالسَّوَادِ قَالَ عَامَّۃُ الْمَشَائِخِ اِنَّہٗ مَکْرُوْہٌ (ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۴۸۲، فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۰)

عام مشائخ نے فرمایا ہے کہ سیاہ خضاب مکروہ تحریمی ہے۔ زرد خضاب مومن کا سرخ خضاب مسلمان کا اور سیاہ خضاب کافر کا ہے۔ داڑھی یا سر کے سفید بال کی وجہ سے سفیدی نور ہے۔ جس نے اس کو چھپایا اس نے نور کو زائل کیا، جسے اسلام میں سفیدی آئے وہ اس کیلئے نور ہے، جب تک اسے بدل نہ ڈالے۔ سب سے پہلے بالوں کو مہندی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لگائی۔ اور سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے لگایا۔ سیاہ خضاب لگانے والوں کا چہرہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کالا کرے گا۔ داڑھی منڈانے یا سیاہ کرنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی حصہ نہیں۔ داڑھی منڈانا سیاہ کرنا مثلہ ہے جو شرعاً حرام ہے۔ ادھیڑ عمر والوں میں سے جوان جیسی صورت بنانے والا بدترین ہے۔ آقا نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا۔ مکروہ تحریمی کا مرتکب گنہگار اور مستحق عذاب نار رہتا ہے۔ احادیث کریمہ وروایات فقہیہ میں مطلق سیاہ رنگ کی ممانعت ہے۔ چاہے نیل ہو یا مہندی کا میل یا کوئی تیل جو بھی کالا ہو سب ناجائز ہے۔ اصل خضاب حنا کا ہوا اور اس میں کچھ

پتیاں نیل کی شریک کرلی جائیں کہ سرخی میں ایک گونہ پختگی آجائے تو جائز ہے۔

الحاصل:۔ مدار حکم رنگ پر ہے جو کچھ سیاہ رنگ لائے سب حرام ہے۔الغرض کالی مہندی چھوڑ کر دیگر مہندی لگانا جائز ہے۔بس صرف کالا رنگ سے بچنا چاہئیے۔مہندی پیلی ہو یا نیلی، سرخی مائل بسیاہی ہو تو جائز ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہندی اور کتم زرد رنگ کا گھاس (وسمہ) سے ملا کر خضاب استعمال کیا اس کا رنگ سیاہ نہیں ہوتا وہ خضاب سیاہ رنگ نہ دیتا تھا بلکہ سرخی لاتا جس میں سیاہی کی جھلک ہوتی۔سرخ رنگ کا قاعدہ ہے جب انتہائی قوت کو پہنچے ایک شان سیاہی کا دیتا ہے جو حقیقۃً کالا نہیں ہوتا، ایسا خضاب بلاشبہ جائز بلکہ محمود ہے،

(۱) کالے رنگ کا خضاب قطعاً ممنوع ہے۔

(۲) غازیوں کے علاوہ عام لوگوں کیلیئے اس کے جواز کی کوئی صورت نہیں۔

ہاں اگر اس کے کالا پن کو کسی پاکیزہ شئی کی آمیزش سے زائل کر دیا جائے اور سیاہی دور ہو جائے تو تبدیل شدہ خضاب کا استعمال جائز ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ضیاء قادری پورنوی

خادم الافتاء والتدریس دار العلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سرخیز احمد آباد گجرات

تاریخ 15/2/2016

جناب مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد سلام گزارش ہے کہ نیچے دیئے گئے مسئلے کے بارے میں مجھے جواب چاہئے (١) میڈیکلم اور لائف انشورینس اور اکسیڈ ینٹ بیمہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ (٢) اگر میری ملکیت کرایہ میں دینی ہو تو کیا سیکیوریٹی ڈیپوزٹ کے بغیر نفع لے سکتا ہوں یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟۔

المستفتی محمد نصیرالدین یوشیخ ٹاگورہال کے پیچھے کوچ رب پالڈی احمد آباد گجرات

وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته

الجواب بعون الملك الوهاب

(١) جبکہ یہ بیمہ گورمینٹ کرتی ہے یا ملکی وغیر ملکی بینک کمپنی اگر حکومت یا بینک کی ملکیت میں مسلمانوں کی شرکت نہ ہو۔ نیز اپنے نقصان ومعصیت کا اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے۔ اگر چہ ہمارا ملک ہندوستان جنت نشان دارالاسلام ہے لیکن یہاں کے کفار ومشرکین ذمی یا مستامن نہیں کہ ان کا مال معصوم ومحفوظ ہو بلکہ ہندی کفار سب حربی ہیں جن کا مال مباح ہے حدیث شریف میں ہے لَا رِبَا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِی فِیْ دَارِ الْحَرْبِ مسلمان اور کافر حربی کے درمیان نفع سود نہیں۔ (نصب الرایہ لاحادیث الھدایہ ج ٤ ص ٤٤)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین قریش کیساتھ شرط لگائی اور جیتی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جو زائد ملے ربا سمجھ کر نہ لے بلکہ یہ سمجھے کہ غیر مسلم کا مال اس کی خوشی بلا غدر ملا ہے حلال ہے۔

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

اِنَّ اَبَابَکرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَبْلَ الْھِجرَۃِ حِیْنَ اَنزلَ اللّٰہُ تَعَالٰی الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ قَالَتْ لَہٗ قُرَیْشٌ تَرُوْنَ اَنَّ الرُّوْمَ تَغْلَبُ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ ھَلْ لَکَ اَنْ تُخَاطِرَنَا فَخَاطَرَھُمْ فَاَخبَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْھَبْ اِلَیْھِمْ فَزِدْفِی الْخَطَرِ فَفَعَلَ وَغَلَبَتِ الرُّوْمُ فَارِسًا فَاَخَذَ اَبُوْبَکرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خَطَرَہٗ فَاَجَازَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ الْقُمَارُ بِعَیْنِہٖ بَیْنَ اَبِیْ بَکرٍ وَمُشْرِکِیّ مَکَّۃَ وَکَانَتْ دَارُ شِرْکٍ وَلِاَنَّ مَالَھُمْ مُبَاحٌ اِنَّمَا یَحْرُمُ عَلَی الْمُسْلِمِ اِذَا کَانَ بِطَرِیْقِ الْغَدَرِ فَاِذَا لَمْ یَاخُذْ غَدَرًا فَبِاَیِّ طَرِیْقٍ یَاخُذُہٗ حَلَّ بَعْدَ کَوْنِہٖ بِرَضَا بِخِلَافِ الْمُسْتَامِنِ مِنْھُمْ عِنْدَنَا لِاَنَّ مَالَہٗ صَارَ مَحْظُوْرًا بِالْاَمَانِ فَاِذَا اَخَذَہٗ بِغَیْرِ الطَّرِیْقِ الْمَشْرُوْعَۃِ یَکُوْنُ غَدَرًا اِلَّا اَنَّہٗ لَا یَخْفٰی اَنَّہٗ اِنَّمَا یَقْتَضٰی حَلَّ مُبَاشَرَۃِ الْعَقْدِ اِذَا کَانَتِ الزِّیَادَۃُ یُنَالُھَا الْمُسْلِمُ وَقَدِ الْتَزَمَ الْاَصْحَابُ فِی الدَّرْسِ اَنَّ مُرَادَھُمْ مِنْ حَلِّ الرِّبَا وَالْقُمَارِ اِذَا حَصَلَتِ الزِّیَادَۃُ لِلْمُسْلِمِ نَظَرًا اِلَی الْعِلَّۃِ وَاِنْ کَانَ اِطْلَاقُ الْجَوَابِ خِلَافُہٗ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اعلم (فتح القدیر کتاب البیوع باب الرباج ٦ ص ١٧٨)

ترجمہ:۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت سے پہلے جبکہ اللہ تعالیٰ نے الم غلبت الروم کے کلمات نازل فرمائے تو قریش نے ان سے کہا۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ رومی غالب آئیں گے۔ فرمایا [ہاں] پھر کہا کیا آپ ہم سے شرط لگاتے ہیں۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے شرط لگا دی۔ پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اطلاع دی تو حضور اقدس نے ارشاد فرمایا تم

ان کے پاس جاؤاور شرط میں اضافہ کردو۔تو ابوبکر صدیق نے ایسا ہی کیا۔تو رومی ایرانیون پر غالب آگئے۔ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے شرط وصول کرلی۔حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔صدیق اکبر اور مشرکین کے درمیان بعینہ رضا مندی جو اتھا بخلاف اس آدمی کے جو ہمارے دار السلام میں امن کیلئے سکونت اختیار کرے۔

لہٰذا اس کا مال اس کی وجہ سے دوسروں کیلئے ممنوع ہے اگر شرعی طریقے کے بغیر لیا تو فریب کاری ہوگی مگر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ یہ کام مباشرت عقد کو حلال ہونے کو چاہتا ہے۔جبکہ اضافہ کسی مسلمان کو حاصل ہو چنانچہ اصحاب نے درس میں یہ انتظام کیا ہے کہ ان کی مراد سود اور فتوے کے جواز سے یہ ہے کہ جب زیادت مسلمان کو حاصل ہو جائے علت پر نظر کرتے ہوئے اگرچہ مطلق جواب اس کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ پاک و برتر سب سے زیادہ جانتا ہے۔(فتاوی رضویہ مترجم جلد۲۳صفحہ۵۹۵)

(۲)اگر یہ عقود فاسدہ مسلمانوں کے ساتھ ہوتو باطل ہے اور اس پر نفع نرا سود ہے جو ناجائز و حرام ہے۔مسلمان اور کافر حربی کے درمیان اجارہ پر نفع سود نہیں حربی مشرکین کو اجارہ مالی کرایہ پر دیکر اس سے منفعت لینا جائز ہے نوٹ کا قرض بیچنا اور جو ثمن ٹھہرا روپیہ خواہ کریا نہ لینا یکمشت یا قسطوار سب حلال ہے(فتاوی مفتئی اعظم جلد۵صفحہ۶۵)اگر خسارۂ مال کا اندیشہ نہ ہوتو سود کی نیت سے نہیں بلکہ نفع سمجھ کرلینا جائز ہے لِاَنَّ مَالَھُمْ مُبَاحٌ فِیْ دَارِھِمْ فَبِاَیِّ طَرِیْقٍ اَخَذَہُ الْمُسْلِمُ اَخَذَ مَالًامُبَاحًااِذَالَمْ یَکُنْ فِیْہِ غَدَرٌ (البنایہ فی شرح الھدایہ جلد۸صفحہ۳۰۰)ترجمہ۔اس لئے کہ کافر کا مال مسلمان جس طرح لے مباح ہے جب کہ دھوکہ نہ ہو لہٰذا غیر مسلموں کے بینک سے جو زائد رقم ملے گی وہ سود نہیں منفعت ہے لے سکتے ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ضیاء قادری پورنوی

کتبــہ

خادم الافتاء والتدریس دار العلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وراثت کا بیان

کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام، مسئلہ ذیل کے بارے میں، کہ مرحوم حسن علی کے پاس ہمارے والد کی ملکیت ہے۔ والد صاحب انتقال ہوگئے۔ ہمارے والد صاحب کو دو بیٹے اور چھ لڑکیاں ہیں۔ والد صاحب کے ترکہ میں ایک گوڈون ہے۔ جس کی قیمت تقریباً دس لاکھ روپے ہیں۔ دریافت امر یہ ہے کہ مذکورہ بیان کے مطابق ملکیت میں سے شرعاً ہر ایک کو کتنا حصہ ملے گا۔

المستفتی شریفہ بی بی بچو بھائی

الجواب بعون الملک الوهاب

برتقدیر صحت وصدق قول مستفتی مستفسرہ بالا صورت میں جب کہ میت کے دو بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں تو مرحوم کی ملکیت بطور عصوبت تقسیم ہوگی۔ جیسا کہ بہار شریعت جلد سوئم صفحہ ۱۱۲۱ر میں فتاویٰ عالمگیری جلد ٦ صفحہ ۴۴۸ر اور درالمختار جلد ۵ صفحہ ٦٧٦ر کے حوالہ سے ہے۔ اگر بیٹی کے ساتھ میت کا لڑکا بھی ہو تو بیٹی اور بیٹا دونوں عصبہ بن جائیں گے اور مال بطور عصوبت دونوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بیٹے کو بہ نسبت بیٹی کے دوگنا دیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۰

میــت

بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۲	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۱

لہٰذا اگر مرحوم کے ترکہ میں دس لاکھ مالیت کا سامان یا اس کی قیمت ہے تو وارثین میں سے بیٹے کو دو۲ دو۲ لاکھ روپے اور بیٹیوں کو ایک ایک لاکھ روپیہ ملے گا. **واللہ تعالیٰ اعلم باالصواب**

کتبــہ
محمد ضیاء قادری پورنوی
خادم الافتاء دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سرخیز۔ احمد آباد۔ گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ زید اپنی بیوی کے انتقال کے بعد دوسری شادی کیا پہلی بیو لیس زید کی دولڑکیاں ہیں۔اب زید اپنی ملکیت کا ایک مکان بیچ کرملی ہوئی رقم اپنی دونوں لڑکیوں اورنئی بیوی کے درمیان تقسیم کرنا چاہتا ہے۔لہٰذا شرعا دونوں بیٹیوں اوردوسری بیوی کا کتنا حق ہوگا واضح کریں بینوا وتوجروا

المستفتی:۔محمد صادق ملک عثمانی گاندھی نگر، گجرات

الجواب بعون الملک الوهاب

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔ فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَامَاتَرَکَ (سورہ نساء آیت ١١)

پھر اگر نری لڑکیاں ہوں تو اگر چہ دو سے اوپر تو انکے لئے ترکہ کی دوتہائی ہے۔

بیبیوں کے متعلق،فَاِنْ کَانَ لَکُمْ وَلَدٌ فَلَھُنَّ الثُّمُنُ مِمَّاتَرَکْتُم مِّنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍتُوْصُوْنَ بِھَآ اَوْدَیْنٍ (سورہ نساء آیت١٢)

پھر اگر تمہارے اولاد ہوں تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں جو وصیت تم کر جاؤ اور دین نکال کر۔

لہٰذا احکام ربانی کی روشنی میں دولڑکیوں کا حق ثلثان (دوتہائی) ہے اور اولاد کی موجودگی میں بیوی کا حق ثمن (آٹھواں) ہے ۔زید اگر ملکیت کو مرنے سے پہلے تقسیم کرنا چاہتا ہے تو اسے اجازت ہے لیکن اگر زید کے ذمہ کسی طرح کا قرض دین باقی ہے تو پہلے اسے ادا کرے مثلاً پہلی یا دوسری بیوی کا دین مہر۔جبکہ زید کی ملکیت میں صرف یہی ایک مکان ہو جس کو فروخت کر کے رقم تقسیم کرنا چاہتا ہے۔یا اس مکان کے علاوہ اور بھی کچھ ملکیت میں ہے جس سے دیون ادا کرسکتا ہے، یا پہلے ہی ادا کر چکا ہے اب اسکے ذمہ کسی قسم کا دین باقی نہیں ہے تمام طرح کے حقوق کی ادائیگی سے فارغ ہے،اور کسی طرح کی وصیت بھی نہ کیا ہو،تو اب تقسیم ملکیت میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مسئلہ٢٤ ر الرد الی ٨ ٢ ١٦

بیٹی	بیٹی	بیوی
٧	٧	٢

فروخت شدہ مکان سے ملی ہوئی رقم کو سولہ حصوں میں تقسیم کرے ان میں سے دو حصے کی حقدار دوسری بیوی ہوگی اور سات سات حصے دونوں بیٹیوں کو ملیں گے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ضیاء قادری پورنوی

خادم الافتاء دارالعلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرخیز۔احمد آباد۔گجرات

امام علم وفن اکیڈمی سنگھیا کنہریا ڈگروا پورنیہ بہار